

عزیز ترین

بِزْمَنْكَرِ

افضلیت حسین

تأليف

پیشکش: مختصر تاریخ ادبیات

حضرت مفتی محمد رفیع الرحمن

ناشر

دارالعلوم غفریہ رضویہ

0301-6769232



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

# ضربِ ختنین

بر منکر

# افضلیتِ شیخین

تالیف

جامع المعقول والمعتول شیخ الحدیث

حضرت علامہ مفتی محمد فضل رسول سیالوی

دامت برکاتہم العالیہ

ناشر

دارالعلوم غوثیہ رضویہ جامع مسجد نور اندرون جنرل بس سٹینڈ سرگودھا

0301-6769232

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

## فہرست مضامین

- ۱۔ حرف تقدیم ————— ۳
- ۲۔ باب اول فضیلت شیخین اور شیخ المنہاج ————— ۸
- اہل سنت کا عقیدہ۔ اہل سنت کی علامات اور شناخت۔  
 فتنہ منہاج اور اس کی تردید۔ شیخ المنہاج کا شاہ ولی اللہ پر بہتان۔  
 اسماعیل دہلوی کی عبارت سے شیخ المنہاج کا استدلال۔  
 مجدد الف ثانی کی عبارت میں شیخ المنہاج کی خیانت۔  
 بظاہر القادری عالی رافضی ہے۔ ضرب حیدری کی وجہ تالیف۔
- ۳۔ باب دوم ماہنامہ سوئے ایران کی ہرزہ سرائی ————— ۲۷
- حدیث مدیۃ العلم کی شرح۔ مفتی محمد خان قادری اپنے ہی  
 فتوے میں گرفتار۔ اعلیٰ سیدنا علی المرتضیٰ علیہ السلام پر  
 خائن قادی کے دلائل اور اس کا جواب۔ اعلیٰ صدیق اکبر علیہ السلام  
 پر علمائے اہل سنت کے دلائل۔ سوئے ایران کا عقیدہ  
 رافضیوں والا ہے۔ سوئے ایران کی بدتمیزی اور گستاخی
- ۴۔ باب سوم سوئے ایران میں خیانتوں کے انبار ————— ۶۳

☆.....☆.....☆



## حرفِ تقدیم

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلٰوَةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَاءِ

وَالْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِیْنَ اَمَّا بَعْدُ

کافی عرصہ سے غیر محسوس طور پر بعض سنی نماز افاضی حضرات تفصیلیت کے جراثیم اہل سنت و جماعت میں داخل کرنے کی باقاعدہ منظم کوشش کر رہے تھے کر رہے تھے لیکن کھل کر کوئی تفصیلی سامنے نہیں آتا تھا یہاں تک کہ شیخ المنہاج ڈاکٹر طاہر القادری نے ایک رسالہ مسکئی بہ ”السيف الحلی“، تحریر کیا اور اس کا ایک دو ورق مقدمہ تحریر کیا جس میں:

(۱) نہایت خطرناک طریقے سے حضرت ابوبکر صدیق اور فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما پر حضرت مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے افضل ہونے کا دعویٰ کیا۔

(۲) حضرت مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو خلافت باطنی روحانی کے اعتبار سے خلیفہ بلا فصل قرار دیا اور حضرت ابوبکر صدیق، حضرت فاروق اعظم اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو صرف سیاسی اعتبار سے ظاہری خلیفہ قرار دیا۔

(۳) دے لفظوں ائمہ اہل بیت کے معصوم ہونے کا عندیہ دیا۔ اور اس پر شاہ ولی اللہ علیہ الرحمہ کی طرف منسوب ایک الحاقی عبارت بھی پیش کی۔ اس پر حضرت علامہ پیر سائیں غلام رسول قاسمی دامت برکاتہ نے اپنی دینی اور ملی ذمہ داری کا احساس کرتے ہوئے دینی غیرت و حمیت کا بالفعل اظہار فرمایا اور اس فتنہ کی سرکوبی کو ایک کتاب مسکئی بہ ”ضرب حیدری“ تصنیف فرمائی جس کا موضوع تھا تفصیل شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔ پیر صاحب موصوف نے کسی کو نامزد کیے بغیر عمومی طور پر تفصیلیوں و انقبضوں پر حیدری ضرب لگائی۔ اور الحمد



لہذا دنیائے اہل سنت کی نمائندگی کا حق ادا کیا۔ اللہ اسلام اور مسلمانوں کی طرف سے آپ کو جزائے جمیل عطا فرمائے۔ آمین!

الحمد للہ ضربِ حیدری کو دنیائے اسلام کے عوام و خواص میں وہ پذیرائی ملی کہ جس کا اندازہ قاسمی صاحب کو بھی نہ ہوگا، لیکن ان کے خلوص کا نتیجہ تھا اور واضح طور پر اس کتاب کی بارگاہِ الہی میں قبولیت کی دلیل تھی کہ مقتدر علماء کرام نے ملک کے طول و عرض سے اس کتاب پر تقریظات و تائیدات لکھ کر اسے مزید حرین فرمایا۔ گویا یہ ان تمام بزرگوں کی طرف سے اہل تفصیل پر ایک زبردست وار تھا۔ اللہ تعالیٰ ان سب حضرات کو بھی اجرِ جزیل سے نوازے۔ آمین!

تو جب تفصیلیوں نے دیکھا کہ ملک کے طول و عرض میں اس کتاب نے ہمارے لیے ایک ”بھانڈا“ دیا ہے تو بمصداق ”کانغیوں کوں کاغذ کھڑک ویندا اے“ باوجود اس کے کہ حضرت قاسمی صاحب دامت برکاتہ نے ان کو نامزد نہ کیا تھا، منہاجی پھڑک اٹھے کہ اس کتاب نے تو عمارتِ منہاج کو زمین یوس کر دیا اور ہماری عینا توجہ منہاج کے فرق ہوتی نظر آتی ہے۔

اڑنے نہ پائے تھے کہ گرفتار ہم ہوئے

اڑھائی تین سال بعد ایک پردہ نشین کہ عرف میں محقق العصر مفتی محمد خان قادری کہلاتے ہیں نے حق نمک خواری ادا کرتے ہوئے ایک مضمون رسالہ سوئے حجاز (جونی الواقع سوئے ایران ہے) کے ایڈیٹر خلیل الرحمن قادری کے نام سے شائع کیا۔ اس سے پہلے ہم اس مضمون کے مندرجات و محاصل بیان کریں قارئین کے لیے مکرر طور پر ہم یہ واضح کرنا چاہیں گے کہ ہمارا ان کا اختلاف تفصیلِ شیخین رضی اللہ عنہما میں ہے، تفصیلی اس کے منکر اور اہل سنت اس کے مقرر ہیں۔ اور صاحبِ ضربِ حیدری نے ڈنگے کی چوٹ پر بھی



عقیدہ واضح کرنے کی سعی مشکور فرمائی۔ باقی رہی محبت علیؑ تو الحمد للہ سنت و جماعت آپ پر جان و دل سے فدا ہیں۔ اور حضرت قاسمی صاحب کو قطعی طور پر حضرت مولیٰ علیؑ کی محبت میں کوئی اختلاف نہیں اور نہ ہی آپ نے آپؑ کے کسی خاصے کا انکار کیا بلکہ آپ کے تمام کے تمام خواص کھلے دل سے بیان فرمائے۔

گرنہ بیند بروز شہرہ چشم چشمہ آفتاب را چہ گناہ

ترجمہ: اگر چمکاؤں کی آنکھ والے کو دن کی روشنی میں بھی کچھ نظر نہ آئے تو اس میں سورج کے نور کا کیا قصور۔

ہمیں معلوم ہے کہ حضرت خائن یقینا جانتے ہوں گے کہ فضیلت شیخین کا مسئلہ کسی سنی العقیدہ مسلمان کے لیے اصلاً محل اختلاف نہیں کہ یہ مسئلہ اجماعی ہے کسی کی ذاتی یا انفرادی رائے نہیں سوائے اجماعی عقیدے سے اختلاف کرنا یا اختلاف کو جائز سمجھنا بجائے خود ایک طرح کی فتنہ انگیزی یا کم از کم اصول دین سے مکمل ناواقفگی کی بنا پر ہی ہو سکتا ہے لیکن اس کا کیا کیجیے کہ ”وقاداری بشرط استواری اصل ایمان ہے“۔ سو حضرت خائن نے محض شیخ المنہاج کے ساتھ شرط استواری نبھاتے ہوئے ایک مذہبی حرکت کی اور مسئلہ کو الجھانے کے لیے اصل موضوع سے انحراف کرتے ہوئے حضرت پر ایک شرمناک بہتان تراشا کہ قاسمی صاحب حضرت مولیٰ علیؑ کے خواص کے منکر ہو کر اگر نامہیں اور خارجی نہیں بھی ہوئے تو ہمیں بڑا خطرہ ہے کہ کہیں وہ نامہیں اور خارجی ہونہ جائیں۔ حالانکہ اصل موضوع تو فضیلت شیخین تھا لیکن موصوف بڑی چالاکی سے یہ کہہ کر طرح دے گئے کہ تفصیل شیخین رضی اللہ عنہما کا مسئلہ ہم سر دست موقوف رکھتے ہیں تو گویا اسکے ضمن میں یہ دعویٰ پوشیدہ ہے کہ اگلی مرحلہ اسکا جواب دے دیں گے (لیکن انشاء اللہ اس کا جواب قیامت کے روز تک موقوف ہی رہے گا)۔ اگر چہ اخلاقی طور پر ہم پر کوئی لازم نہ تھا کہ ہم اس جاہلانہ تحریر کی صفرا لکھنی کرتے اور



اسکا جواب دیتے لیکن جواب اس لیے لکھنا پڑا کہ منہاجی تفضیلی رافضی لوگوں میں پراپیگنڈا کریں گے کہ دیکھیے ہم نے تو ضرب حیدری کا جواب دے کر اپنا فرض پورا کر دیا ہے۔ عوام بے چاروں کو کیا معلوم کہ یہ ضرب حیدری کا جواب ہے یا نہیں۔ سو یہ چند سطور اس لیے لکھی گئیں کہ انکے مونہوں کو لگام رہے اور یہ جھوٹا پراپیگنڈا نہ کر سکیں۔

یہاں ہم یہ بھی بتاتے چلیں کہ مسافر سوئے ایران نے لکھا ہے کہ قاسمی صاحب کے نامی خارجی ہو جانے کا خطرہ ہے۔ جواباً عرض ہے کہ ہر مومن مرتے دم تک خطرے سے دوچار رہتا ہے اور دعا کرتا ہے کہ اللہ کرے خاتمہ ایمان پر ہو۔ انما العبرة بالخواتیم۔ لیکن شیخ المنہاج اور مفتی خان قادری کے رافضی ہو جانے میں نہ قاسمی صاحب کو کوئی شک ہے اور نہ ہمیں کوئی شک ہے۔ گویا آپ نے قاسمی صاحب کو پاس کر دیا مگر قاسمی صاحب نے آپ کو فیل کر دیا۔

• بہ بین تفاوتِ راہ از کجا است تا کجا

(دیکھ لو کہ دونوں باتوں میں فرق کہاں سے لے کر کہاں تک ہے)

اب ایک بنیادی گزارش کہ تمام علماء حقہ اہل سنت و جماعت پر فرض ہے کہ یہ مسئلہ حضرت قبلہ قاسمی صاحب دامت برکاتہ کا ذاتی نہیں ہے۔ جس طرح آپ نے اس کتاب کو اپنی تائیدات سے مزین و موکد فرمایا اور اس کو پندیرائی بخشی اسی طرح اپنے اجماعی عقائد کا تحفظ فرمائیں اور تفضیلیہ کو بے نقاب کریں تاکہ یہ باوجود رافضی تفضیلی ہونے کے یہ بڑ نہ ہانک سکیں کہ ہم سے بڑا اہل سنت کا سرٹیفکیٹ دینے والا کون ہے۔ اور یہ کہ آئندہ کسی رافضی اور رافضیوں کے ایجنٹوں کو یہ جرأت نہ ہو کہ وہ ہمارے عقیدہ پر زبان درازی کریں۔ اللہ تعالیٰ توفیق بخشے۔ آمین!

ماہنامہ سوئے حجاز جو دراصل سوئے ایران ہے، اس میں صاحبِ ضرب حیدری



کے خلاف نہایت سخت اور اخلاق سوز الفاظ استعمال کیے گئے ہیں۔ مثلاً: امام الاولیاء کے مسلمہ خصائص کا انکار کیا (ماہنامہ مارچ ۲۰۱۰ صفحہ ۳۹)، ناصیت اور خارجیت سے مرعوب (صفحہ ۳۹)، متعصب شخص (صفحہ ۵۲)، ناصی ذوق (صفحہ ۶۲)، مولائے کائنات کے ساتھ بغض کی انتہا (ماہنامہ اپریل ۲۰۱۰ صفحہ ۲۸)، حبش باطن (صفحہ ۴۴)، ابن تیمیہ سے فکری مماثلت (صفحہ ۴۷)، دیانت کا قتل عام (ماہنامہ مئی ۲۰۱۰ تیسری قسط صفحہ ۲۹)۔

تعدد ذلوبي عند قوم کثیرۃ

ولا ذنب لی الا العلی والفضائل

اگر صاحب ضرب حیدری خود اس کا جواب لکھتے تو شاید ان گالیوں کا جواب شکریہ سے دیتے۔ لیکن اب جبکہ اپنے مسلمان بھائی کی صداقت اور قرآن و سنت کی براہین اور مسلمانوں کے اجماعی عقائد کے دفاع کی خاطر ہم نے قلم اٹھایا ہے تو ہم فاعتذروا علیہ بِمِثْلِ مَا اعْتَدَى عَلَیْکُمْ کی اجازت سے فائدہ اٹھانے میں کوئی خرابی محسوس نہیں کرتے۔ لہذا اگر کہیں جوابی کارروائی کے طور پر کمرے کمرے الفاظ آجائیں تو قارئین سے معذرت خواہ ہیں کہ لاتوں کے بھوت باتوں سے نہیں مانتے اور خان قادری صاحب اس کے ذمہ دار خود ہیں۔

ضرب حیدری کے ایک جزوی موضوع کا جواب لکھنے میں روافض نے تین سال لگا دیے مگر ان کی تینوں قسطوں کا جواب ہم نے چند گھنٹوں میں لکھ دیا ہے۔ ہمیں صرف ان کے مضمون کی تکمیل کا انتظار تھا۔ تیسری قسط کے آخر میں ”جاری ہے“ کے الفاظ نہیں آئے لہذا ہم نے مزید انتظار ختم کر کے جواب لکھ دیا ہے۔

احقر العباد محمد فضل رسول سیالوی



## افضلیت شیخین اور شیخ المنہاج

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَاءِ

وَالْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِیْنَ اَمَّا بَعْدُ

### اہل سنت کا عقیدہ

الحمد للہ مذہب حق اہل سنت و جماعت افراط و تفریط سے محفوظ ہے یہ راستہ رافضیت اور خارجیت دونوں کے درمیان ہے کیونکہ رافضیت میں خلفاء ثلاثہ ؓ اور صحابہ کرام کی تعظیم نہیں بلکہ بغض و عداوت ہے اور خارجیت حضرت مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم اور اہل بیت اطہار کے بغض و عداوت سے عبارت ہے اور اہل سنت کا ایک ہاتھ خلفاء اربعہ ؓ اور صحابہ کرام ؓ کے دامن ارفع و اعلیٰ سے وابستہ ہے تو دوسرا اہل بیت اطہار ؓ کے دامن کرم سے ملا ہوا ہے۔ گویا تمام صحابہ کرام علیہم الرضوان اور تمام اہل بیت اطہار ؓ کا دست و شفقت اہل سنت کے سر پہ ہے۔ جو شخص ان دونوں گروہوں میں سے کسی ایک کے ساتھ بغض و عداوت رکھے ہوئے اس کی اہانت کا مرتکب ہوا وہ رافضیت اور خارجیت کے مہلک امراض میں مبتلا ہو گیا۔ العیاذ باللہ تعالیٰ۔

افضلیت شیخین رضی اللہ عنہما وہ عقیدہ ہے جس پر دنیائے اہل سنت سلفا خلفا متفق اور متحد تھی اور ہے یعنی صحابہ کرام علیہم الرضوان سے لے کر تابعین تبع تابعین ائمہ مجتہدین اور بعد ازاں تمام علمائے اہل سنت ہر زمانے میں جس عقیدہ پر کار بند رہے اور جو عقیدہ ان کی پہچان رہا اور ہے وہ یہ ہے کہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے بعد اگلی اور کھلی امتوں میں سب سے افضل حضرت ابوبکر صدیق ہیں ان کے بعد حضرت امیر المومنین عمر فاروق اعظم ہیں ان کے بعد حضرت عثمان غنی ؓ اور ان کے بعد حضرت مولیٰ علی کرم اللہ



وجہ الکریم۔ تفصیل۔ یحییٰ بن رضی اللہ تعالیٰ عنہما متفق علیہ ہے اس کا کسی نے انکار نہیں کیا اور مطلقاً افضلیت شیخین پر دفتروں کے دفتر لکھ ڈالے، ہاں فضیلت یحییٰ بن رضی اللہ تعالیٰ عنہما میں اختلاف تھا کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ میں سے کون افضل ہے تو اس پر بھی اکثر علماء اسی طرف ہیں کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ مولیٰ علی رضی اللہ عنہ سے افضل ہیں۔ دیکھیے شرح عقائد نسفی صفحہ ۱۰۷۔ الفضل البشر بعد نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام ابو بکر الصدیق ثم عمر الفاروق ثم عثمان ذو النورین ثم علی المرتضیٰ فرمایا کہ نبی کریم ﷺ (حتیٰ کہ تمام انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام) کے بعد سب سے افضل ابو بکر صدیق ہیں ان کے بعد حضرت عمر فاروق ان کے بعد حضرت عثمان ذی النورین پھر حضرت مولیٰ علی رضی اللہ عنہ ہیں۔ اسی ان قال و خلافتهم علی هذا الترتیب ایضاً۔ اور ان کی خلافت بھی اسی ترتیب پر واقع ہوئی۔

افضلیت شیخین کے دلائل یہ ہیں کہ قرآن نے صدیق اکبر کو افسیٰ فرمایا ہے یعنی سب سے زیادہ تقویٰ والا (الیل: ۱۷)۔ اعظم درجہ قرار دیا ہے یعنی سب سے بڑے درجے والا (الحمد: ۱۰)۔ سرکارِ معظم ﷺ نے فرمایا کہ ابو بکر سے افضل شخص سورج نے نہیں دیکھا سوائے نبیوں اور رسولوں کے (فضائل الصحابہ حدیث نمبر ۱۳۸)۔ خود انہیں امامت کے مصلے پر کھڑا فرمایا (بخاری حدیث نمبر ۶۷۸)۔ اور فرمایا کسی قوم کو زیب نہیں دیتا کہ ابو بکر کے ہوتے ہوئے کوئی اور جماعت کرائے (ترمذی حدیث نمبر ۳۶۷۳)۔ فرمایا اگر میں کسی کو اپنا خلیل بناتا تو ابو بکر کو بناتا (بخاری حدیث نمبر ۳۶۷۷)۔ سیدنا عمر فاروق بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ابو بکر غمیرنا یعنی ابو بکر ہم سب سے افضل ہے (بخاری حدیث نمبر ۳۶۶۸)۔ مردوں میں ابو بکر سرکارِ معظم ﷺ کو سب سے زیادہ پیارے تھے (بخاری حدیث نمبر ۳۶۶۲)۔ ابو بکر اور عمر جنتی بوڑھوں کے سردار ہیں سوائے نبیوں اور رسولوں کے (ترمذی حدیث نمبر ۳۶۶۶)۔ حضرت سیدنا علی شیر خدا رضی اللہ عنہ نے فرمایا ابو بکر اور عمر اس امت میں نبی ﷺ کے بعد سب سے افضل ہیں (ابن ماجہ حدیث نمبر ۱۰۶)۔ یہ



حدیث متواتر ہے اور اسی (۸۰) راویوں سے مروی ہے۔ اور آپ ﷺ نے فرمایا جس نے مجھے ابو بکر اور عمر سے افضل کہا میں اسے مفتری کی حد کے طور پر اسی (۸۰) کوڑے ماروں گا (فضائل صحابہ امام احمد بن حنبل حدیث نمبر ۴۹)۔ یہ حدیث صحیح ہے۔ اس اعلان کے بعد کسی کو یہ سزا نہ دی گئی جو اس چیز کا ثبوت ہے کہ پھر کسی نے انکار نہیں کیا۔ اس پر صحابہ کے زمانے سے لے کر آج تک اجماع چلا آ رہا ہے۔

### اہل سنت کی علامات اور شناخت

ائمہ اہل سنت نے فرمایا ہے کہ: اہل سنت وہ ہیں جو حضرت ابو بکرؓ اور حضرت فاروق اعظمؓ کو تمام امت پر افضل جانیں اور حضرت عثمان غنی اور مولا علی رضی اللہ عنہما سے محبت رکھیں۔ ملاحظہ ہو شرح عقائد نسفی جعلوا من علامات اہل السنة والجماعة تفضیل الشيخین و محبة الختین۔ اسی لیے ائمہ نے شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی افضلیت اور ختین یعنی حضرت عثمان غنی اور مولا علی کی محبت کو اہل سنت و جماعت کی علامت قرار دیا ہے (شرح عقائد نسفی صفحہ ۱۰۶)۔

مرقاۃ شرح مشکوٰۃ جلد ۲ صفحہ ۷۷ مسئل انس بن مالکؓ عن علامات اہل السنة والجماعة فقال ان تحب الشيخین ولا تطعن الختین و تمسح علی الخفین یعنی حضرت انس بن مالکؓ سے سوال ہوا کہ اہل سنت و جماعت کی علامات کیا ہیں؟ تو جواباً فرمایا سنی ہونے کی علامت یہ ہے کہ تو حضرت ابو بکر صدیق اور امیر المومنین حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے محبت رکھے اور حضرت امیر المومنین حضرت عثمان غنی اور امیر المومنین مولا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما پر طعنہ زنی نہ کرے اور موزوں پر مسح کرے (یعنی اس کو جائز مانے)۔ اس سے معلوم ہوا کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان بھی اپنی پہچان اہل سنت و جماعت ہی کے پیارے اور ممتاز نام سے کراتے تھے۔ تو جو مذہب مہذب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے لے کر آج تک کے اہل حق کی پہچان ہے اور اسکی یہ علامات خود صحابہ کرام نے مقرر فرمائی ہیں، آخر اس کی کوئی وجہ اور سبب ہونا چاہیے تو وجہ اسکی



یہ بھی کہ عبداللہ بن سہاء یہودی کی سازش سے فتنہ رافضیت کی بنیاد پڑ چکی تھی اور پہلے رافضی چونکہ شیخین رضی اللہ عنہما کو افضل نہیں مانتے تھے اور خارجی حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے محبت کی بجائے عداوت بغض رکھتے اور طعنہ زنی کرتے تھے اور حضرت مولانا علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو معاذ اللہ کافر مشرک کہہ کر طعنہ زنی کرتے تھے تو ہدایت کے ستاروں نے مسلمانوں کو ان کے شر سے بچانے کی سعی فرمائی اور اہل سنت و جماعت کی علامات مقرر فرمادیں تاکہ مسلمان ان دونوں شاطروں بے دینوں کی شرارت پکڑ کر اس کی سرکوبی کریں۔ اللہ تعالیٰ ان پاک طینت ہستیوں کو اسلام اور مسلمانوں کی طرف سے اجر جزیل عطا فرمائے۔ وہی کیفیت اب بھی ہے تو جو شخص مسلمانوں کے اجماعی عقیدہ کا انکار کرتا ہے اگر افضلیت شیخین کا انکار اس کی بنیاد ہے تو رافضی ہے اور اگر سیدنا عثمان غنی، مولانا علی کرم اللہ وجہہ الکریم اور اہل بیت سے بغض رکھتا ہے تو خارجی ہے اور اگر ان تمام بزرگوں سے محبت رکھتا ہے تو یہی سنی ہے ورنہ بلا دلیل دعویٰ سنی کسی طور بھی لائق اعتبار نہیں۔

اس پر علامہ تفتازانی علیہ الرحمہ شرح کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں کہ: ہم نے اپنے تمام اسلاف کو اسی عقیدہ پر پایا ہے۔ اگر ان کے پاس اس پر دلائل نہ ہوتے تو کبھی یہ عقیدہ نہ اپناتے۔ شرح عقائد صفحہ ۱۰۸ اعلیٰ هذا وجدنا السلف والظاهر انہ لو لم یکن لہم دلیل لما حکموا بذا لک۔

### فتنہ منہاج اور اس کی تردید

یہ بات ہر اعتبار سے پایہ ثبوت کو پہنچ گئی کہ یہ اہل سنت کا متفقہ عقیدہ بلکہ اہل سنت کی پہچان ہے کہ خلیفہ بلا فصل ظاہر و باطن یعنی حکومت اور ولایت کے اعتبار سے صرف اور صرف حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں۔ لیکن شیخ المنہاج ڈاکٹر طاہر القادری نے سنہ 2002ء میں شیعوں تہماتوں اور رافضیوں کو خوش کرنے کے لیے خواہ خلفاء ثلاثہ علیہم الرضوان کا دامن ہاتھ سے چلا ہی کیوں نہ جائے، ایک رسالہ مسکن السیف الجلی علی منکر



ولایت علی شائع کیا جس میں اس نے مذہب حق اہل سنت و جماعت کی پشت میں زہر آلود چھرا گھونپا کہ شیخین پر حضرت علیؓ کی افضلیت ثابت کرنے کی ناکام سازش کی۔  
 شیخ المنہاج والمنہاجین نے حضرت مولانا علیؓ کو خلیفہ بلا فصل ثابت کرنے کے لیے خلافت کی تقسیم کی اور اسکی تین اقسام گھڑیں۔ چنانچہ سیف جلی کے مقدمہ میں یوں رقم طراز ہے۔

(۱)۔ خلافت باطنی کی روحانی وراثت

(۲)۔ خلافت ظاہری کی سیاسی وراثت

گویا ابوبکر صدیق اور فاروق اعظم اور عثمان غنیؓ کی خلافت روحانیت سے خالی تھی۔ العیاذ باللہ!

(۳)۔ خلافت دینی کی عمومی وراثت۔

شیخ المنہاج کا شاہ ولی اللہ پر بہتان

شیخ المنہاج نے خلافت کو بغیر کسی شرعی دلیل کے محض اٹکل پچ سے اس طرح تین قسموں میں منقسم کر کے اس کا ملکہ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے سر پہ ڈالنا چاہا اور ان کی طرف منسوب ایک عبارت اپنی تائید میں پیش کی۔

ہم کہتے ہیں کہ اول تو یہ عبارت رافضیوں کا الحاق ہے۔ اگر اس عبارت کو الحاق نہ بھی کہا جائے تو شیخ المنہاج کے مروجہ مقصد سے کوسوں دور ہے۔ کیونکہ اس کا مقصد تو مولانا علی کرم اللہ وجہہ کی خلافت بلا فصل ثابت کرنا ہے اور یہ عبارت آپ کی خلافت بلا فصل پر نہ صراحتاً دلالت کرتی ہے اور نہ ہی اشارتاً اور فقیر نے اس عبارت کے الحاق ہونے کی طرف اشارہ اس لیے کیا ہے کہ عبارت امام کے معصوم ہونے پر صراحتاً دلالت کرتی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ شیعہ کی طرف سے الحاق ہے۔ کیونکہ امت مرحومہ میں کسی بھی فرد بشر کا یہ عقیدہ نہیں کہ امام معصوم ہوتا ہے۔ حتیٰ کہ شاہ صاحب کا بھی یہ عقیدہ نہیں۔ عصمت صرف



اور صرف انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کا خاصہ ہے۔ غیر نبی اگر ولی اللہ ہو تو محفوظ ہوتا ہے معصوم نہیں تو کیا شاہ ولی اللہ علیہ الرحمہ کا عقیدہ امت کے خلاف تھا ہم یہ قطعاً تسلیم نہیں کرتے کہ شاہ صاحب مرحوم کا عقیدہ رافضیانہ تھا۔ لیکن شیخ المنہاج چونکہ اسی مشن کے بندے ہیں اس لیے ہو سکتا ہے کہ شاہ صاحب کو بھی رافضی ثابت کرنا چاہتے ہوں۔ بہر حال یہ عبارت حضرت مولانا علیؒ کی خلافت بلا فصل پر قطعی طور پر دلالت نہیں کرتی، صرف مسلمانوں کو دھوکا دینے اور اپنے مذموم مقاصد کی تکمیل کے لیے یہ عبارت درج کی گئی ہے ورنہ اس کے مقصود واصلی سے اس عبارت کو دور کا واسطہ بھی نہیں ہے۔

طرفہ تماشایہ کہ خلافت کی تقسیم سے جو نتیجہ اور ثمرہ اخذ کیا ہے وہ یہ ہے:

لہذا ایسی خلافت کے فردِ اول حضرت ابو بکر صدیق ہوئے۔ روحانی وراثت کے فردِ اول حضرت علی المرتضیٰؑ ہوئے اور علمی و عملی وراثت کے اولین حاملین جملہ صحابہ کرامؓ ہوئے۔ سو یہ سب وارثین و حاملین اپنے اپنے دائرہ میں بلا فصل خلفاء ہوئے ایک کا دوسرے کے ساتھ کوئی تضاد یا تعارض نہیں ہے (السیف الجلی صفحہ ۸)۔ مطلب یہ ہے کہ یہ سب خلافتیں آپس میں متحد ہیں ان میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔

اس سے اگلی سطر پڑھیے، لکھتے ہیں: دوسری اہم بات یہ ہے کہ ان مناصب کی حقیقت بھی ایک دوسرے سے کئی امور میں مختلف ہے۔

ہائے اوچھڑیاں تیری شیخ الاسلامی کو سلام! حیرانی ہے کہ جو آدمی دو متواتر سطروں میں اپنے کلام کو تعارض و جابین کی گندگی سے نہیں بچا سکا وہ شیخ الاسلام کیسے بن گیا ہاں مگر بقلم خود بزم خویش۔

ڈاکٹر صاحب کی دونوں باتیں دوبارہ پڑھیے۔

(۱) فرمایا: ان خلافتوں کا ایک دوسرے کے ساتھ کوئی تضاد یا تعارض نہیں ہے۔ تو گویا جمع ہو سکتی ہیں۔

(۲) فرمایا: دوسری اہم بات یہ ہے کہ ان مناصب کی حقیقت بھی ایک دوسرے سے



کئی امور میں مختلف ہے۔ چونکہ ان میں اختلاف ہے اسی لیے جمع نہیں ہو سکتیں۔

”جناب شیخ کا نقش قدم یوں بھی ہے اور دوں بھی“

آپ نے اگر غور سے پڑھا ہے تو واضح ہو کر سامنے آتا ہے کہ پہلی عبارت سے مسلمانوں کی آنکھوں میں دھول جھونکنا چاہتا ہے کہ ہم تو ان مناصب میں اتحاد و اتفاق کے قائل ہیں۔ یہاں شیخ المنہاج نے ”اتحاد و اتفاق“ کی بیخ اس لیے لگائی کہ چونکہ حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ اور امام مہدی علیہ السلام کے متعلق اس کا عقیدہ ہے کہ صرف ان حضرات رضی اللہ عنہما میں دونوں خلافتیں جمع ہیں جیسا کہ اس نے خود تصریح کی ہے۔ کہتا ہے کہ امام یعنی مہدی علیہ السلام فیضان محمدی علیہ السلام کے ظاہر و باطن دونوں وراثتوں کے امین ہیں (السیف الجلی صفحہ ۱۶)۔

تو گویا امام مہدی علیہ السلام کا مقام شیخین بلکہ خلفاء ثلاثہ بلکہ تمام صحابہ کرام پر بلند ہے۔ (العیاذ باللہ تعالیٰ) کیونکہ خلفاء ثلاثہ علیہم السلام تو باطنی خلافت سے خالی رہے اور امام مہدی میں دونوں جمع ہو گئیں تو جو شخصیت دونوں خلافتوں کی جامع ہے شان بھی اس کی بلند ہونی چاہیے۔

اور مولا علی کرم اللہ وجہہ کے متعلق یہ تصریح کہ وراثت و امامت بلا فصل ان کا حق ہے اور ظاہر ہے کہ آپ نے خلافت باطنی روحانی کے ساتھ ساتھ خلافت ظاہری سیاسی بھی پائی ہے تو خلافت ظاہری و باطنی ان دو ہستیوں میں جمع ہیں۔ اور دوسری عبارت کا مقصد ہے کہ چونکہ ان مناصب میں حقیقتاً کئی امور میں اختلاف ہے تو گویا یہ خلافتیں جمع نہیں ہو سکتیں اس لیے حضرت صدیق اکبر علیہ السلام اور حضرت فاروق اعظم علیہ السلام اور حضرت ذوالنورین عثمان غنی علیہ السلام میں صرف ظاہری سیاسی خلافت متحقق ہے اور باطنی اور روحانی خلافت نہیں ہے۔ العیاذ باللہ تعالیٰ

پہلا سوال یہ ہے کہ ظاہری و باطنی خلافتوں کے درمیان تضاد و تعارض کا نہ ہونا اور ان کی حقیقت میں اختلاف ہونا کیا یہ دو ضدیں نہیں ہیں؟ تو گویا شیخ المنہاج صاحب اجتماع ضدین کے قائل ہیں اور اجتماع ضدین محال ہے۔ تو گویا آپ محالات کے وقوع



کے قائل ہیں۔

ایں کار از تو آید مرداں چنین کنند

ترجمہ: یہ کار نامہ تم سے ہوا ہے، مرد اسی طرح کرتے ہیں۔

دوسرا سوال یہ ہے کہ پہلے کلیے سے مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم اور امام مہدی علیہ السلام میں یہ دونوں خلافتیں جمع ہیں تو بعینہ اسی کلیہ سے اگر خلفاء ثلاثہ علیہم الرضوان میں بھی خلافت ظاہری سیاسی اور خلافت باطنی روحانی جمع ہو جائیں تو کیا قیامت ٹوٹ پڑے گی۔ اب وجہ فرق شیخ المنہاج صاحب پر بیان کرنی لازم ہے۔

اور یہ عقیدہ کہ خلافت کی تین قسمیں ہیں اور اپنے اپنے دائرے میں لاکھوں صحابہ کرام خلفاء بلا فصل ہیں، یہ عقیدہ صحابہ کرام سے لے کر سلفاء خلفاء پوری امت محمدیہ علیہا وعلیہا الصلوٰۃ والسلام میں کسی کا نہیں ہے۔ کیونکہ خلیفہ بلا فصل ہونا ابو بکر صدیق علیہ السلام کی خصوصیت ہے اور اسے آپ کے فضائل و مناقب میں شمار کیا جاتا ہے۔ اگر تمام صحابہ کرام علیہم الرضوان خلفاء بلا فصل ہیں اور یہ صفت عام ہے تو پھر حضرت ابو بکر صدیق علیہ السلام کی کیا خصوصیت رہی؟ اور جب یہ آپ کی صفت خاصہ نہ رہی تو اسے آپ کے فضائل و مناقب میں بیان کرنا بے فائدہ ہوا۔

حالانکہ یہ صرف اور صرف آپ کے ساتھ خاص ہے اور صدیق اکبر علیہ السلام ظاہراً باطناً یعنی حکومت و روحانیت و امامت کے اعتبار سے علی الاطلاق خلیفہ بلا فصل ہیں۔ یہ چونکہ رافضیوں کا عقیدہ ہے کہ مولا علی کرم اللہ وجہہ خلیفہ بلا فصل ہیں اور آج تک رافضیوں میں کوئی ایسا نہ ہوا جس نے اس انداز میں خلافت کی تقسیم کی ہو اور اس تقسیم سے مولا علی علیہ السلام کی خلافت کی بنیاد فراہم کی ہو۔ لیکن ان کی یہ مشکل شیخ المنہاج صاحب نے حل کر دی۔ دوسرا یہ بھی رافضیوں کا عقیدہ ہے کہ خلافت اور ہے اور ولایت و امامت اور ہے اور یہ کہ خلیفہ معصوم نہیں ہوتا صرف امام معصوم ہوتا ہے۔ ائمہ کے معصوم ہونے پر شاہ ولی اللہ صاحب علیہ الرحمہ کی ایک الحاقی عبارت سے شیخ المنہاج نے یہ بھی ثابت کر دیا کہ شیعہ کا یہ



عقیدہ بھی ان کے نزدیک ٹھیک ہے اور شاہ ولی اللہ صاحب بھی اماموں کے معصوم ہونے کی تصدیق کرتے ہیں۔

ذکر کس شکل کا کیا جائے بے وقوفی کی ہیں کئی شکلیں

قیل لعلی ﷺ الا تستخلف؟ قال لا ولكن اني اترككم  
رسول الله ﷺ فان يرد الله بكم خيرا يجمعكم على خيركم كما جمعكم  
على خيركم بعد رسول الله ﷺ فهذا اعتراف منه في آخر وقت الدنيا  
بفضل الصديق ﷺ وقد ثبت عنه بالتواتر انه خطب بالكوفة في ايام خلافته  
و دار امارته۔

فقال ايها الناس ان خير هذه الامة بعد نبينا ابو بكر ثم عمر و لو  
شئت ان اسمي الثالث لسميت و عنه انه قال وهو نازل من المنبر ثم  
عثمان ثم عثمان۔ وقت وداع از کو چہ تھا حضرت علی ﷺ سے عرض کیا گیا کہ کیا آپ ہم  
پر خلیفہ مقرر نہ فرمائیں گے۔ تو فرمایا نہیں بلکہ میں تم کو ایسے ہی چھوڑ کر جاؤں گا جیسے تم کو  
رسول اللہ ﷺ چھوڑ کر دنیا سے تشریف لے گئے تھے اگر اللہ تعالیٰ نے تمہارے ساتھ اچھائی کا  
ارادہ فرمایا تو تمہیں ایسے شخص پر جمع فرمادے گا جو تم سب سے افضل و اشرف ہوگا جس طرح  
کہ رسول اللہ ﷺ کے پردہ فرمانے کے بعد تم کو سب سے افضل و اشرف شخص پر جمع فرمادیا  
تھا۔ یہ آپ ﷺ کی طرف سے زندگی کے آخری لمحات میں حضرت ابو بکر صدیق ﷺ کے  
افضل ہونے کا اعتراف ہے۔ اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے یہ بات تواتر سے ثابت ہے  
کہ اپنے ایام خلافت میں کوفہ کے دارالامارۃ میں خطبہ دیتے ہوئے ارشاد فرمایا اے لوگو نبی  
کریم ﷺ کے بعد اس امت میں سب سے افضل حضرت ابو بکر صدیق ﷺ ہیں اور ان کے  
بعد امت میں سب سے افضل امیر المومنین حضرت فاروق اعظم ﷺ ہیں۔ پھر فرمایا اگر میں  
چاہوں کہ تیسرے شخص کا ذکر کروں تو البتہ کر سکتا ہوں اور یہ بھی آپ سے ثابت ہے کہ منبر  
سے اترتے ہوئے فرمایا ان کے بعد عثمان ہیں اور ان کے بعد عثمان (البدایہ والنہایہ جلد ۸



صفحہ ۱۳)۔ الحمد لله علی ذالک۔

سلفاً خلفاً پوری امت نے یہی عقیدہ رکھا اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے فرمان کو دل و جان سے مان کر سر تسلیم خم کر دیا۔ اب ہم انتظار میں ہوں گے کہ شیخ المنہاج کب اپنے موقف سے رجوع کا اعلان کر کے سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے ہم نوا بنتے ہیں۔

اور یہ اس لیے کہ آپ کا یہ اعلان و فرمان اس وقت تھا جب زندگی کی آخری گھڑی تھی تو گویا آپ نے دنیا سے رحلت فرماتے ہوئے آخری وصیت کے طور پر مسلمانوں کو یہ تلقین فرمائی کہ میرا تو یہی عقیدہ ہے اور میں تم کو بھی وصیت کرتا ہوں کہ اسی عقیدہ پر رہنا۔

اب معاند اور افضلیت خلفاء ثلاثہ رضی اللہ عنہم کے منکر سے سوال یہ ہے کہ یہ اعلان اس وقت فرمایا جب کہ آپ خلافت باطنی کے ساتھ ساتھ خلافت ظاہری پر متمکن اور امیر المؤمنین کے عظیم منصب پر بھی فائز تھے۔ اس وقت جن ہستیوں کو تمام امت پر بیع اپنی ذات کے افضل قرار دے رہے ہیں، تو فی الواقع وہ افضل و اشرف ہوئے کہ نہیں؟ دوسرا سوال یہ ہے کہ ہمارا اور تمہارا اس پر اتفاق ہے کہ باطنی خلافت کی روحانی وراثت اور سیاسی خلافت کی ظاہری وراثت حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ میں جمع ہیں اور اسی کیفیت کے وقت آپ فرما رہے ہیں کہ ابو بکر صدیق بیع میرے نبی کریم ﷺ کے بعد سب امت سے افضل اور ان کے بعد حضرت فاروق اعظم۔ تو اگر یہ حضرات خلافت باطنی سے خالی تھے تو کیسے افضل ہوئے؟ معلوم ہوا کہ یہ حضرات بھی باطنی خلافت اور سیاسی خلافت کے جامع اور امین تھے ورنہ بتایا جائے کہ کیسے افضل ہوئے؟

تیسرا سوال یہ ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا فرمانا کہ اللہ تعالیٰ نے اگر تمہارے ساتھ اچھائی کا ارادہ فرمایا تو تمہیں سب سے افضل و اشرف شخص پر جمع فرما دے گا جیسا کہ نبی کریم ﷺ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد تم کو سب امت سے افضل و اشرف شخص پر جمع فرما دیا تھا۔ تو نبی کریم ﷺ کے بعد امت کو جس ہستی پر جمع فرمایا اس کا اسم گرامی صدیق اکبر ہے اور مولا علی



کرم اللہ وجہہ الکریم کے بعد جس شخصیت پر بقیہ امت کو جمع فرمایا اس کا اسم گرامی حضرت حسن ؑ ہے اور حضرت علی ؑ کے بعد منصب خلافت پر متمکن ہستی تو ظاہر اور باطن دونوں کی جامع ہو اور رسول اللہ ﷺ کے بعد بلا فصل منصب خلافت و امامت پر فائز ہونے والی ہستی صرف اور صرف سیاسی خلافت کی حامل ہو۔ تو ایمان سے کہیے مقام حضرت علی ؑ کے خلیفہ کا بلند ہو یا نبی کریم ﷺ کے خلیفہ کا؟

ہے سوچنے کی بات اسے بار بار سوچ

اس استدلال کی طرف عزیزم حافظ فریاد علی سلمہ اللہ نے فقیر کی توجہ دلائی ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کو علم و عمل سے مالا مال فرمائے آمین۔

چوتھا سوال یہ ہے کہ پہلے تین خلفاء ؑ تو صرف ظاہری سیاسی خلیفہ ہوں اور باطنی روحانی خلافت سے انکا کوئی حصہ نہ ہو اور چوتھا خلیفہ دونوں خلافتوں کا جامع ہو۔ جبکہ یہ سب ہستیاں خلافت علی منہاج النبوة پر فائز تھیں۔ وجہ فرق منکر معاند پر بیان کرنا لازم ہے۔

اگر منکر معاند کو تقیہ کی لعنت سوچے جیسا کہ اسکے ممدوح روافض کہتے ہیں۔ تو اسکا جواب یہ ہے کہ اولاً تو یہ فاتح خیبر ؑ پر بہتان ہے۔ اسد اللہ اور تقیہ چہ معنی دارد؟ اگر اسد اللہ ہے تو تقیہ باز نہیں ہو سکتا کہ یہ بزدلی ہے اگر تقیہ باز ہے تو اسد اللہ نہیں ہو سکتا۔ کہ ان میں بون بعید ہے۔ ثانیاً تقیہ تو قوی دشمن کے خوف سے ہوتا ہے، اب آپ تو امیر المومنین ہیں مملکت اسلامی کے بادشاہ ہیں۔ اس قوت و شوکت کے ہوتے ہوئے کیا محل تقیہ ہے؟

ثالثاً یہ کہ اگر خوف ہو بھی تو بقاء زندگی کے لیے ہوتا ہے۔ اب جبکہ لقائے محبوب کا یقین ہو چکا تو تقیہ چہ معنی دارد؟ لہذا وہ ہستی قطعی طور پر اس تہمت سے بری ہے۔ اب فضیلت خلفاء ثلاثہ ؑ کا منکر و معاند بتائے کہ مسلمان اپنے آقا و مولا خلیفہ رابع ؑ کا حکم مانیں یا رافضیوں اور رافضی نوازوں کی ہانگی ہوئی بڑ تسلیم کریں۔ الحمد للہ مسلمان اپنے آقا حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم کا فرمان سر آنکھوں پر رکھتے ہوئے دل سے اسے مانتے ہیں اور زبان سے اسی کا اعلان کرتے تھے، کرتے ہیں اور کرتے رہیں گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ



لیکن آپ کا فرمان شیخ المنہاج کے لیے تو قیامت کا پہلا صور ہے۔ یہ تو آپ کو معلوم ہے کہ اس صور کے بعد موت ہی موت ہے کہیں زندگی نہ ہوگی۔ وہ بتائیں کہ مولا کی مانتے ہیں یا اپنی بات پر ہی اڑے ہوئے ہیں اور مولا کی ایک بھی نہیں سنتے۔ اگر مولا کے حکم کا انکار ہے تو ایمان کی بری گت بنتی ہے کیونکہ جس نے مولا کا حکم نہ مانا اس نے قرآن کا حکم نہ مانا (علی مع القرآن و القرآن مع علی) اور جس نے قرآن کو نہ مانا اس نے مصطفیٰ کریم ﷺ کو نہ مانا۔ اور جس نے مصطفیٰ کریم ﷺ کو نہ مانا اس نے رب کریم جل شانہ کو نہ مانا اور جس نے رب کریم کو نہ مانا وہ عذاب الیم کے لیے تیار رہے کذا لک العذاب و لعذاب الآخرة اکبر۔ لہذا امانے ہی سے گاڑی چلے گی اور ماننا اپنی تکذیب کرنا ہے کیونکہ لوگ کہیں گے او کذاب! بتا تو نے اتنا بڑا جھوٹ بول کر مسلمانوں کے اجماعی عقیدہ میں کیوں خیانت کا ارتکاب کیا۔ اب نہ اقرار سے بنتی ہے نہ انکار سے۔

دو گونہ رنج و عذاب است جان مجنوں را

بلائے صحبت لیلیٰ بلائے فرقت لیلیٰ

اب صرف ایک ہی راستہ ہے کہ سچے دل سے توبہ کر اور اپنے رب کریم جل جلالہ اور محبوب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو راضی کر اور مولا علی کا حکم مان کر ان کی پناہ میں آ جا۔

آج لے ان کی پناہ آج مدد مانگ ان سے

کل نہ مانیں گے قیامت میں اگر مان گیا

لیکن او کھا پیا لگدا اے۔ اللہ توفیق بخشے۔ آمین!

اسماعیل دہلوی کی عبارت سے شیخ المنہاج کا استدلال

ایک اور قلابازی بھی ملاحظہ ہو۔ شیخ المنہاج والمنہاجیین کے متعلق پہلے تو یہی مشہور تھا کہ آپ تفصیلی ہیں کہ حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو شیخین رضی اللہ عنہما پر افضل مانتے ہیں۔ اب معلوم ہوا کہ ماشاء اللہ عقیدہ تفصیل علی ﷺ ثابت کرنے کے چکر میں



آپ خارجیوں کی گود میں بھی بیٹھے نظر آتے ہیں۔ دیکھیں امام الخوارج والوہابیہ اسماعیل دہلوی علیہ ماعلیہ کی کتاب صراط مستقیم (جونی الواقع صراط منحنی ہے) سے تفصیل علی ۷ پر دلیل پکڑی ہے۔ اسماعیل دہلوی کی وہ عبارت اس طرح ہے:

حضرت علی المرتضیٰ ۷ کے لیے شیخین رضی اللہ عنہما پر بھی ایک گونہ فضیلت ثابت ہے۔ اور وہ فضیلت آپ کے فرمانبرداروں کا زیادہ ہونا اور مقامات ولایت بلکہ قطبیت اور غوثیت اور ابدالیت اور انہی جیسے باقی خلعات آپ کے زمانہ سے لے کر دنیا کے ختم ہونے تک آپ ہی کی وساطت سے ہونا ہے اور بادشاہوں کی بادشاہت اور امیروں کی امارت میں آپ کو وہ دخل ہے جو عالم ملکوت کی سیر کرنے والوں پر مخفی نہیں۔ اہل ولایت کے اکثر سلسلے بھی جناب مرتضیٰ ۷ کی طرف منسوب ہیں۔ پس قیامت کے دن بہت فرمانبرداروں کی وجہ سے جن میں اکثر بڑی بڑی شانوں والے اور عمدہ مرتبے والے ہوں گے حضرت مرتضیٰ ۷ کا لشکر اس رونق اور بزرگی سے دکھائی دے گا کہ اس مقام کا تماشا دیکھنے والوں کے لیے یہ امر نہایت ہی تعجب کا باعث ہوگا۔ اچھا

شیخ المنہاج نے ایسے بیہودہ وہابی خارجی کی عبارت کا سہارا لیا ہے کہ اسکے زمانے سے آج تک کے تمام ائمہ اہل سنت کا مطرود و مردود ہے۔ ایسے رائے ہوئے سے اسکے دھتکار دینے والوں پر حجت نہ پکڑے گا مگر اسی جیسا مطرود و مخذول۔ اے عقلمند! تفصیل شیخین رضی اللہ عنہما کا مسئلہ کیا ایسا ہے کہ ہر دھتکو پہتو کا قول اسکی دلیل و حجت ہو۔

اسی عبارت کا لکھنے والا اسماعیل دہلوی اپنی کتاب تقویۃ الایمان میں کیا لکھتا ہے؟ کہتا ہے: سواب جو کسی مخلوق کو عالم میں تصرف ثابت کرے اور اپنا وکیل سمجھ کر اسے مانے سواب اس پر شرک ثابت ہو جاتا ہے۔ گو کہ اسے اللہ کے برابر نہ سمجھے اور اس کے مقابلہ کی طاقت اسے نہ سمجھے۔

صراطی سے لی گئی منہاجی عبارت اور تقویۃ الایمان میں لکھی گئی عبارت یہ دونوں



عبارتیں اسماعیل دہلوی کی ہیں۔ ان دونوں عبارتوں کو آمنے سامنے رکھ کر پڑھیے یہ دونوں عبارتیں خالصتاً باہم متضاد ہیں۔ صراطی میں جو کچھ لکھا گیا ہے تقویۃ الایمان میں اسے شرک کہا گیا ہے۔

فرمائیے کہ صراطی کی صرف اسی عبارت پر ایمان ہے یا اس کی تمام لغویات و خرافات پر بھی ایمان ہے؟ اسی صراطی میں یہ بیہودا اور ایمان سوز عبارت بھی موجود ہے کہ: کسی بزرگ ہستی کا نماز میں خیال آ جائے گو حضور ﷺ ہی کیوں نہ ہوں اپنے بیل اور گدھے کے خیال میں غرق ہو جانے سے بھی بدتر ہے۔

ختم نبوت کا انکار کرتے ہوئے اسی کتاب میں لکھتا ہے: بعض غیر انبیاء پر بھی (جن میں اس نے اپنے پیر اور پردادہ کو بھی داخل کیا) بے وساطت انبیاء وحی باطنی آتی ہے جس میں احکام تشریف اترتے ہیں وہ ایک جہت سے انبیاء کے پیر و اور ایک جہت سے خود محقق ہوتے ہیں۔ وہ شاگرد انبیاء بھی ہیں اور ہم استاد انبیاء بھی۔ وہ مثل انبیاء معصوم ہیں۔ اعلیٰ حضرت عظیم البرکت کے قلم سے سنئے کہ فرمایا ”گمراہی اور بددینی کا منہ کالا ہو تو نبوت کیا کسی پڑ کا نام ہے۔ تو کیا جو اپنے پیروں اور اماموں میں یہ صفت تسلیم کرے وہ مسلمان ہے؟“

اب معلوم ہوا کہ جناب نے اسکی عبارت کو بطور سند کیوں پیش کیا۔ وہ اس لیے کہ صراطی کا مصنف اگر ایک گونہ خارجی و وہابی ہے تو دوسری جانب رافضی بھی ہے اگر نہیں تو تفصیلی رافضی تو ضرور ہے کہ یہ بھی اپنے پیروں اور اماموں کو معصوم مانتا ہے اور حضرت مولا علی کی تفصیل کا بھی قائل ہے۔ اور یہ دونوں عقیدے رافضیانہ ہیں اور خارجی وہ خود ہے۔ تو خارجیت و رافضیت کا جامع ہوا۔

اور یہی دو چیزیں شیخ المسہاج کو بھی محبوب کہ وہ بھی مولا علی کرم اللہ وجہہ کی تفصیل علی العنین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا قائل اور یہ رگ و رافضیت ہے۔ اور اسماعیل قتیل کو بطور سند



پیش کیا تو یہ رگ و ہایت و خارجیت ہے۔

اور تھوڑا سا نس لیں، جس اسماعیل سے آپ نے محبت کی ٹیگٹیں چڑھا رکھی ہیں اسی نے تقویۃ الایمان میں یہ بھی کہا ہے:

سو اسی طرح غیب کا دریافت کر لینا کہ اپنے اختیار میں ہو کہ جب چاہے کر لیجیے یہ اللہ صاحب ہی کی شان ہے (تقویۃ الایمان صفحہ ۴۰)۔ تو گویا دہلوی کے قول کے مطابق اللہ تعالیٰ اس وقت تک جا مل رہتا ہے جب تک نہ چاہے۔ اور اس وقت اسے علم حاصل ہو جاتا ہے جب وہ چاہتا ہے معاذ اللہ۔ یہ ہے قلیل کا مزمومہ خدا، حاشا کہ سچا خدا ایسا ہو۔ سچا خدا تو وہ ہے جو قدیم، اس کا علم بھی قدیم، چاہے نہ چاہے صفت و علم سے متصف ہے۔ قلیل کے مطابق خدا کو بھی علم محض چاہنے سے حاصل ہوتا ہے تو پھر اس کا علم قدیم نہ رہا، بلکہ حادث و نو پیدا ہوا، تو خدا محل حوادث ہوا، اور جو حوادث کا محل ہو وہ ضرور حادث ہے قدیم نہیں، اور جو قدیم نہیں وہ خدا نہیں، تو گویا قلیل کا خدا پر ہی ایمان نہ رہا۔ واہ ری قسمت چلے تو تھے اللہ کو بڑھانے اور انبیاء کی توہین کرنے مگر میرا سچا رب ایسا نہیں کہ دعا بازوں اور اپنے محبوبوں کی اہانت کرنے والوں کو راہ دے۔

یہ وہی ہے جس کی تقویۃ الایمان کہتی ہے جس کا نام محمد یا علی ہے وہ کسی چیز کا مختار نہیں ہے (تقویۃ الایمان صفحہ ۷۰)۔ ہر مخلوق بڑا ہوا چھوٹا اللہ کے سامنے پھار سے بھی ذلیل ہے (تقویۃ الایمان صفحہ ۳۰)۔

کیا فرماتے ہیں علامہ جنس و چناں شیخ المنہاج بظاہر القادری صاحب کہ ایسی عبارات لکھنے والا شخص اس قابل ہے کہ اسکی کسی بات سے افضلیت شیخین کے خلاف دلیل پکڑی جائے؟

اگر آپ کو فقیر کے مندرجات سے اختلاف ہو تو علامہ فضل حق مجاہد ملت علیہ الرحمۃ کا تحقیق الفتویٰ اور رسالہ امتناع الطیر کا مطالعہ اس باب میں سودمند رہے گا۔



سینکڑوں علمائے اہل سنت کی وہ تصانیف جو قتل تیغ خیار کے رو میں لکھی گئی ہیں ان کا مطالعہ کریں اور گڑے مردے نہ اکھاڑیں اور اگر پھر بھی تسلی نہ ہو تو امام اہل سنت اعلیٰ حضرت عظیم البرکت علیہ الرحمۃ کی تحقیقات کا مطالعہ کریں کہ

”جس سمت آگئے ہیں سکے بٹھا دیے ہیں“

آگے شیخ المنہاج کی مرضی کہ اپنا امام قتل تیغ خیار کو چنے یا امام اہل سنت کو۔

## مجدد الف ثانی کی عبارت میں شیخ المنہاج کی خیانت

السيف الحلي في حضرت شاه ولي الله رحمه الله عليه اور اسماعيل دہلوی کی عبارتوں کے بعد حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کی ایک عبارت سے اپنے موقف پر استدلال کیا گیا ہے۔ لکھتے ہیں: ایک راہ وہ ہے جو قرب ولایت سے تعلق رکھتی ہے اور ان بزرگوں کے پیشوا اور منبع فیض سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم ہیں (السيف الحلي صفحہ ۱۴)۔

السيف الحلي کے مصنف نے سرعام بددیانتی کی ہے۔ حضرت مجدد علیہ الرحمۃ نے اس عبارت سے پہلے لکھا ہے کہ: ایک راہ وہ ہے جو قرب نبوت سے تعلق رکھتی ہے۔ اور اس عبارت کے بعد یوں لکھا ہے کہ: شیخین راہ اول سے واصل ہیں (مکتوبات امام ربانی جلد ۲ مکتوب نمبر ۱۲۳)۔ شیخ صاحب نے مجدد پاک کے مکتوب کو آگے اور پیچھے دونوں طرف سے کاٹ کر بیان کیا ہے۔ فرمائیں خیانت کی انتہا ہوئی کہ نہیں؟ المؤمنون ببعض الكتاب الآیہ۔

## بظاہر القادری غالی رافضی ہیں

اہل سنت اور شیعہ کے درمیان سب سے پہلا اور بنیادی اختلاف جس سے دونوں کی راہیں پہلی بار جدا جدا ہوئیں، یہ ہے کہ شیعہ نے خلافت کو ظاہری اور باطنی دو حصوں میں منقسم قرار دیا۔ شیعہ مذہب کے عقائد کی کتابوں میں اس مذہب کے پانچ بنیادی عقائد لکھے ہیں۔ توحید، عدل، رسالت، امامت، قیامت۔ بنیادی ترین اختلاف امامت پر ہے جس کے



بارے میں شیعہ کی کتابوں سے حوالے ملاحظہ فرمائیں۔

شیعہ کی کتاب اتحاد امت میں لکھا ہے کہ: سب سے بڑا اختلاف مسلمانوں کے ان دو گروہوں کے درمیان اسی مسئلہ امامت کے بارے میں ہے..... اہل سنت کے نزدیک خلافت کا اہم عنصر لوگوں کی بیعت ہے۔ اہل تشیع کا نظریہ ہے: امامت کا لوگوں کی بیعت سے کوئی واسطہ نہیں ہے، بلکہ حصول حکومت میں بیعت کا بھی کوئی دخل نہیں ہے۔ بارہ اماموں کی امامت ایک الہی منصب ہے جو نص رسول کے ذریعے ثابت ہے (اتحاد امت صفحہ ۴۰ مصنف آیت اللہ محمد آصف محسنی)۔

شیعہ کی کتاب امامت و ملوکیت میں لکھا ہے کہ: ہیعان علی کے مسلک میں حضور رسالت مآب کے بعد قیادت دو حصوں میں تقسیم ہو گئی چنانچہ سیاسی قیادت مخصوص طریقے کار سے حضرت ابوبکر نے سنبھال لی جس کو جمہوریت کا نام دیا گیا اور دینی قیادت حضرت علی علیہ السلام کو حاصل تھی کیونکہ دینی قیادت کا عہدہ جمہوری طرز عمل سے نہیں ملا کرنا بلکہ یہ خدائی عہدہ ہے وہ جس کو چاہے دے دیتا ہے اور اس کی اہلیت کا اندازہ بھی سوائے خدا کے کسی کو نہیں ہو سکتا پس دینی قیادت یعنی امامت حق کی تعیین امت کے اختیار میں نہیں کہ جسے چاہے جن لے بلکہ جس طرح خدا اپنے اختیار و علم سے نبی کو نامزد کرتا ہے اسی طرح وہ اپنے علم و اختیار سے خلیفہ نبی اور امام امت کو نامزد کرتا ہے جس کا اعلان و اظہار رسول کے ذمہ ہوتا ہے اور حضرت علی کی امامت و خلافت کا اعلان حضرت رسالت مآب نے حجۃ الوداع سے واپسی پر اپنے خطبہ غدیریہ میں ایک لاکھ سے زیادہ حاجیوں کے مجمع میں فرمایا تھا (امامت و ملوکیت در جواب خلافت و ملوکیت صفحہ ۱۶۶، ۱۶۷)۔

شیعہ کی کتاب مذہب شیعہ میں ہے کہ: ہمارا حق الیقین عقیدہ ہے کہ حضرت ابوبکر و حضرت عمر و حضرت عثمان مسلمان، بادشاہان اسلام اور اصحاب النبی صلعم تھے۔ مگر وہ منصوص خلیفے اور اولوالامر نہ تھے بلکہ اجماعی خلیفے تھے (مذہب شیعہ صفحہ ۲۵۱)۔

یہی باتیں اصل و اصول شیعہ اردو صفحہ ۱۰۱-۱۰۲، تحفۃ العوام صفحہ ۳۵، مختصر الاحکام



صفحہ ۸، ثبوت خلافت جلد ۱ صفحہ ۲۴ پر موجود ہیں۔

بظاہر القادری صاحب بھی یہی لکھتے ہیں کہ: سیاسی وراثت کے فردِ اول حضرت ابو بکر صدیق ؓ ہوئے، روحانی وراثت کے فردِ اول حضرت علی المرتضیٰ ؓ ہوئے..... خلافت ظاہری دین اسلام کا سیاسی منصب ہے، خلافت باطنی خالصتاً روحانی منصب ہے۔ خلافت ظاہری انتخابی و شورائی امر ہے، خلافت باطنی محض وہی واجباتی امر ہے۔ خلیفہ ظاہری کا تقرر عوام کے چناؤ سے عمل میں آتا ہے، خلیفہ باطنی کا تقرر خدا کے چناؤ سے عمل میں آتا ہے..... خلافت میں جمہوریت مطلوب تھی اس لیے حضور ﷺ نے اس کا اعلان نہیں فرمایا، ولایت میں ماموریت مقصود تھی اس لیے حضور ﷺ نے وادی غدیر کے مقام پر اس کا اعلان فرمایا۔ حضور ﷺ نے امت کے لیے خلیفہ کا انتخاب عوام کی مرضی پر چھوڑ دیا، مگر ولی کا انتخاب اللہ کی مرضی سے خود فرمایا..... خلافت افراد کو عادل بناتی ہے، ولایت افراد کو کامل بناتی ہے۔ خلافت کا دائرہ فرش تک ہے، ولایت کا دائرہ عرش تک ہے (السیف الجلی صفحہ ۸-۹)۔ بالکل یہی مہارت بظاہر القادری صاحب کی کتاب القول المعتمر فی الامام المنتظر کے مقدمے میں بھی موجود ہے۔

اہل علم اگر غور فرمائیں، کیا بظاہر القادری صاحب سو فیصد رافضی نہیں؟ دراصل مودودی صاحب نے اپنی کتاب خلافت و ملوکیت میں سیدنا عثمان و سیدنا علی رضی اللہ عنہما کو ملوک قرار دیا تھا جو بلاشبہ خارجیت ہے، جوابی کارروائی کے طور پر ڈاکٹر صاحب نے تین خلفاء علیہم الرضوان کو ملوک کہا ہے جو بلاشبہ رافضیت ہے۔

### ضربِ حیدری کی وجہ تالیف

چونکہ شیخ المنہاج یہ رافضیوں کے عقائد کا محافظ ہے اس لیے ہم نے کہا تھا کہ اس نے السیف الجلی لکھ کر سنیوں کی پشت میں زہر آلود چھرا گھونپا ہے۔ جب وہ رسالہ حضرت علامہ مولانا حمید سائیں غلام رسول صاحب قاسمی کے ہاتھ لگا اور آپ نے اس کا مطالعہ کیا تو رگِ قریشی میں جنبش پیدا ہوئی کہ یہ کیسے ممکن ہے کہ امت مسلمہ کے عقائد کی ترجمانی



رافضیانہ رنگ میں کی جائے اور ہم خاموش تماشائی بنے رہیں تو اس علم و فضل و زندگی کا کیا فائدہ۔ پس اس مردِ قلندر نے نعرہ قلندرانہ بلند فرمایا اور امت کی طرف سے فرض کفایہ ادا کرتے ہوئے بنام ”ضربِ حیدری“ ایک رسالہ تفصیلی رافضیوں کے رد میں تحریر فرمایا اور یہ نام اس لیے تجویز فرمایا کہ حضرت مولانا علی کرم اللہ وجہہ اللہ تعالیٰ کی تلواریں ہیں اور یہ تلواریں آپ کی ظاہری حیات میں آپ کے ظاہری اور باطنی امام و پیشوا (خلفاء ثلاثہ علیہ السلام) کے اشاروں پر کافروں اور منافقوں پر چلتی تھیں تو گویا حضرت مولانا علی کرم اللہ وجہہ کے روحانی فرزند نے محسوس کیا کہ اب میں اس تلوار سے رافضیوں اور رافضی نوازوں پر وار کروں۔ آپ چونکہ روحانیت کے راستے کے راہی بھی ہیں یہ ہو سکتا ہے کہ باطناً آپ کو حضرت مولانا علی کرم اللہ وجہہ سے یہ اشارہ دیا گیا ہو کہ بیٹا میری تلوار تھا مو اور جو لوگ میرے دین کے اماموں اور پیشواؤں کی فضیلت گھٹانے کے درپے ہیں اور میرے اماموں اور پیشواؤں پر مجھے افضل کہہ رہے ہیں ان پر وار کرو تا کہ ان کو نصیحت ہو کہ جو شخص ہم کو ہمارے پیشواؤں اور اماموں پر فضیلت دیتا ہے ہم اس کے ساتھ یہی سلوک کرتے ہیں اور اس کو اپنی بارگاہ سے دھتکار دیتے ہیں۔ یہ تو گویا منتر ہی الٹا پڑ گیا کہ دامن مولانا علی کرم اللہ وجہہ بھی ہاتھ سے گیا کیونکہ مقصد رافضیوں کی رضا تھی اور مولانا علی علیہ السلام نے ضربِ حیدری بھی رسید فرمادی۔

مازیاراں چشم یاری دامنیم خود غلط بود آنچه ما پنداشتیم

یوں جب ضربِ حیدری لگی تو شیخ المنہاج اور ان کی ذریت نے بڑے دانت پیسے اور غور و خوض کیا لیکن کچھ جواب نہ بن آیا اور انشاء اللہ قیامت کے صورت تک نہ بن آئے گا اور دانت ہی پیسے گزرے گی کیونکہ حیدر علیہ السلام کی ضرب فتح کی علامت ہے اور جب ذوالفقار علی چلتی ہے تو کشتوں کے پتے لگ جاتے ہیں۔

☆.....☆.....☆



## باب دوم

## ماہنامہ سوئے ایران کی ہرزہ سرائی

چونکہ ضربِ حیدری کا اصل موضوع افضلیت حضراتِ شیخین کریمین ہے اور الحمد للہ وہ براہین قاطعہ سے مزین و موید ہے تو اس کا جواب تو کسی کے بس کا روگ نہیں کہ یہاں تو بڑے بڑوں کا پتہ پانی ہوا چاہتا ہے سو ”گویم مشکل و گرنہ گویم مشکل“ کے مصداق ایک سابق منہاجی جناب مفتی محمد خان صاحب قادری نے ایک ضمنی بحث چھیڑ دی اور خود پردے میں بیٹھ کر بے چارے خلیل کو آگے کر دیا اور کہا کہ آپ کی مہربانی میرا مضمون اپنے نام پر ماہنامہ میں شائع کر دو۔ وہ غریب اب تک اور حیدر علیؒ کی زد میں آ گیا۔ خلیل صاحب سے عرض ہے کہ مہربانی فرما کر آپ اپنے ذمہ یہ جھوٹ نہ لیں اور ایک طرف رہیں۔ جناب خائن صاحب کی خدمت میں عرض ہے کہ آپ کو معلوم ہے کہ ضربِ حیدری کا موضوع حضراتِ شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی افضلیت ہے آپ نے سوئے ایران کی پہلی قسط میں فرمایا ہے کہ: ”ہم سرِ دست اسے موقوف رکھتے ہیں“۔ گویا آپ کو مسئلہ افضلیتِ شیخین سے اختلاف ہے اور آپ اس مسئلہ پر انفرادی رائے رکھتے ہیں اس لیے آپ اس اجماعی عقیدہ پر بحث و تمہید کا دروازہ کھولنا چاہتے ہیں۔ دوسری قسط میں جناب نے لکھا کہ: ”اہل سنت کا موقف بالکل واضح ہے کہ جمہور کے نزدیک شیخین افضل ہیں“۔ گویا آپ کو اتفاق ہے اور آپ اس مسئلہ کو طے شدہ مان کر اس پر بحث نہیں کرنا چاہتے۔

”مدعا عنقا ہے اپنے عالم تقریر کا“

خائن صاحب فرمائیں کہ آخر وہ چاہتے کیا ہیں اور کیا انہیں خود بھی علم ہے انہیں اختلاف کس بات سے ہے اور اتفاق کس بات سے اور یہ کہ کیا واقعی وہ اختلاف و اتفاق کے



آداب سے واقف ہیں۔ دونوں قسطوں کے بیان میں فرق کیوں ہے؟ اور یہ تبدیلی کس وجہ سے کی گئی؟ یہ بات ہم اہل علم پر چھوڑتے ہیں۔ لیکن ان بیانات نے یہ بات طے کر دی ہے کہ ان لوگوں کے پاس ضرب حیدری کا کوئی جواب نہیں ہے۔ اسی لیے اصل موضوع سے صرف نظر کرتے ہوئے ایک ضمنی بحث چھیڑ دی۔

معلوم ہوتا ہے کہ اصل میں رافضیت کا مروڑ اٹھ رہا تھا اور نہ اگر صرف تسکین عادت اختلاف ہی ملحوظ تھی تو پھر آپ نے بظاہر القادری کے خلاف قلم کیوں نہ اٹھایا؟ جس کی باتیں آپ کے نزدیک بھی خطرناک ہونی چاہئیں اس لیے کہ جسے آپ اہل سنت کا واضح موقف کہہ رہے ہیں اسے وہ چیلنج کر رہا ہے۔

چلیں اگر باب العلم کے موضوع پر قلم اٹھانے کا شوق چڑھا ہوا تھا تو ان علماء کے خلاف قلم اٹھاتے جنہوں نے حدیث السامدینۃ العلم کو سرے سے تسلیم ہی نہیں کیا۔ لا اصل له (یحییٰ بن معین)، منکر و ليس له وجه صحيح (بخاری)، منکر غریب (ترمذی)، موضوع (ابن جوزی)، هذا الحديث لم يشعروہ (تقی الدین ابن دقاق العید)، موضوع (نووی)، موضوع (ذہبی)، موضوع (شمس الدین الجزری)، موضوع (ابن کثیر)، ایں خبر نیز مطعون است (شاہ عبدالعزیز)۔

تفصیل کے لیے دیکھو تحفہ اثنا عشریہ صفحہ ۲۱۲ (مطبوعہ سہیل اکیڈمی لاہور)۔ ضرب حیدری میں تو اس حدیث کو حسن مانا گیا ہے، آپ اس بات کو سمجھ ہی نہیں سکے۔ مگر ہماری سمجھ میں یہ بات آگئی ہے کہ جناب میں کسی کی عبارت کے دقائق اور معنی خیزی کو سمجھنے کی صلاحیت ہی نہیں۔

گر سخن بشنوی ز اہل دل مگو خطا است سخن شناس نہ ای دلبر خطا ایں جا است ترجمہ: اگر اہل دل کی بات سنو تو مت کہو کہ خطا ہے، تم میں بات سمجھنے کی صلاحیت نہیں ہے پیارے اصل خطا یہ ہے۔



افسوس کہ اتحاد پہ آئے تو عیسائیوں کا کرمس ڈے منانے لگے، وہابیوں، دیوبندیوں، خارجیوں اور رافضیوں اور ہر گمراہ اور بد مذہب سے پیٹکیں چڑھا دیں۔ خصوصاً روافض کیساتھ تو بھائی بھائی کے نعرے لگ گئے اور اہل حق کو پارہ پارہ کرنے پہ آئے تو حق کو پس پشت ڈال دیا اور اسکے چمکتے دکتے چہرہ پر جہالت و خیانت سے دھول ڈالنے کی ناکام کوشش کی فالی اللہ المشتکی۔

جن سے حکم وصل تھا ان کے محلے سے گئے  
جن سے حکم فصل تھا بیٹھے ہیں ان کی گود میں

و یقطعون ما امر اللہ به ان یوصل و یفسدون فی الارض - خائن صاحب نے ضرب حیدری کی جس ضمنی بحث کو چھیڑا ہے وہ یہ ہے کہ قاسمی صاحب نے حضرت مولانا علیؒ کے خواص کا انکار کیا ہے۔ جھوٹے پروپیہ ہو جس کے وہ قابل ہے۔ حالانکہ قاسمی مسکین نے اپنے آقا و مولیٰ حضرت مولانا علی کرم اللہ وجہہ کے تیرہ خاصے گن گن کر ذکر فرمادیے ہیں۔

گر پیند بروز شپہ چشم چشمہ آفتاب راجہ گناہ

اصل میں بات یہ ہے کہ تفصیلیوں رافضیوں کو چونکہ علی الاطلاق افضلیت ابو بکر صدیقؓ اور افضلیت فاروق اعظمؓ کا سننا گوارا نہ تھا اس لیے یہ تہمت گھڑی کہ دیکھو دیکھو قاسمی تو مولانا علی کا گستاخ اور خارجی نامی ہونے والا ہے۔ اور آپ کے خصائص کا انکار کرتا ہے۔ حاشا کہ حضرت علامہ پیر سائیں غلام رسول قاسمی صاحب آپؓ کے خواص کا انکار کریں۔ یہ فقیر اللہ تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہے اگر میرے استاد اور پیر بھی آپ کے خواص کا انکار کریں تو ان سے بھی اپنا تعلق ختم کر دے گا کہ الحب فی اللہ والبغض فی اللہ کا حکم ہمیشہ فقیر کا حرز جان رہا۔ اس فقیر نے ضرب حیدری کا اول سے آخر تک مطالعہ کیا ہے، کیا مجال کہ جادو حق سے ذرہ بھی انحراف ہو۔ اگر حق سے انحراف ہوتا تو یہ قلم ان کے



خلاف ہوتا جیسا کہ اب آپ کے خلاف ہے۔ ہمارا کسی سے کوئی ذاتی جھگڑا نہیں۔ بات سچے اور جھوٹے کی ہے۔ الحمد للہ یہ فقیر ہمیشہ حق اور سچ کا ساتھی رہا ہے اور اللہ کریم نے توفیق بخشی تو آئندہ بھی یہی ہوگا۔ اللہ تعالیٰ استقامت نصیب فرمائے۔ آمین!

جناب خان صاحب فرمائیں قاسمی فریب نے کس خاصے کا انکار کیا ہے۔ تو خان صاحب قادری نے جواباً کہا کہ باب مدیۃ العلم ہونا حضرت مولانا علی کرم اللہ وجہہ الکریم کا خاصہ ہے اور قاسمی صاحب نے اس کا انکار کیا ہے۔ ضرب حیدری کی جس عبارت پر خائن صاحب نے اعتراض کیا ہے وہ یہ ہے:

اسی طرح یہ بھی مشہور کر دیا ہے کہ صرف مولانا علی علیہ السلام کا دروازہ ہیں۔ حالانکہ فباہم القلیم اہتدیتم وغیرہ سے صاف ظاہر ہے کہ دیگر صحابہ اور اہل بیت اطہار علیہم السلام بھی علم کے دروازے ہیں (ضرب حیدری صفحہ ۸۳ طبع اول)۔

خائن صاحب کے لیے مصیبت یہ ہے کہ ضرب حیدری کی یہی بات ہو بہو ملا علی قاری نے بھی لکھی ہے، وہ فرماتے ہیں: جمیع الاصحاب بمنزلة الابواب قوله ﷺ اصحابی کالنجوم فباہم القلیم اہتدیتم الخ یعنی تمام صحابہ علم کے دروازے ہیں اور آپ ﷺ کا فرمان ہے میرے تمام صحابہ ہدایت کے ستارے ہیں (مرقاۃ جلد ۱۱ صفحہ ۳۲۵)۔

خدا را انصاف! وہی بات ملا علی قاری کہیں تو وہ اہل سنت کے امام اور اگر وہی بات ضرب حیدری میں آجائے تو ناصیت کا خطرہ۔ اب آپ ہی بتائیے ہم نے خان کو خائن لکھا تو کیا غلط کیا؟ جناب خائن توبہ کا دروازہ ابھی تک کھلا ہے۔ خدا کا خوف کھاؤ۔ اور اگر آپ نے توبہ کرنے سے توبہ کر لی ہے تو سوئے ایران کا عملہ ہی کچھ خوف خدا کرے۔ اگر سوئے ایران والے بھی سارے ہی ایران پہنچ چکے ہیں تو خائن صاحب کا کوئی تحقیقی ذہن کا طالب علم ہی اپنے استاد گرامی کو سمجھائے کہ

کیں راہ کہ تو میروی بہ ترکستان است



## حدیث مدینۃ العلم کی شرح

حدیث شریف: عن علی رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ ﷺ انا دار الحکمة و علی بابها رواہ الترمذی و قال هذا حدیث غریب۔ کہ حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں دار الحکمتہ ہوں اور علی اس کا دروازہ ہے۔ اس حدیث کو ترمذی میں روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث غریب ہے۔

و فی روایۃ الناصبۃ العلم و فی روایۃ المصباح الناصبۃ العلم و علی بابها و فی روایۃ زیادۃ فمن اراد العلم فلیاتہ من بابہ۔ کما ذکر فی المرقاۃ۔ محدثین کرام اصحاب جرح و تعدیل نے اس حدیث پر بڑی طویل گفتگو کے بعد فرمایا کہ یہ حدیث حسن ہے۔ جیسا کہ علی قاری علیہ الرحمۃ نے مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں ذکر فرمایا ہے۔ لہذا اب اس پر بحث کہ یہ محدثین کی اصطلاح میں کس درجے پر ہے طے ہو چکی۔ ضرب حیدری میں بھی اسی قول کا آخر میں منقول ہونا اور ”لیکن“ کے بعد منقول ہونا اس چیز کا ثبوت ہے کہ مصنف کے نزدیک یہ حدیث حسن ہے۔

فقیر نے سب روایات نقل کر دی ہیں تاکہ مخالف معاند کے لیے کوئی حجت باقی نہ رہے۔ اب فقیر اصول و فن کے اعتبار سے چند کلمات ذکر کرے گا جن سے مسئلہ کا سمجھنا انشاء اللہ آسان ہو جائے گا۔

اصول فقہ میں یہ اصول بیان کیے گئے ہیں کہ حدیث کی صحت و سقم پر کھنے کے لیے حدیث کو قرآن مجید پر پیش کیا جائے گا۔ اگر بغیر تاویل و تخصیص کے قرآن مجید سے جمع ہو جاتی ہے تو دونوں پر عمل کریں گے۔ اگر حدیث اپنے عموم پر رہتے ہوئے قرآن کے معارض ہے تو اس میں تاویل کریں گے تاکہ قرآن مجید کے ساتھ جمع ہو جائے اگر جمع ہو سکے تو پھر بھی دونوں پر عمل کریں گے۔ قرآن مجید پر علی الاطلاق اور حدیث شریف پر بطور تاویل۔ اور اگر قرآن کے ساتھ حدیث جمع نہیں ہو پاتی تو قرآن کے مقابلے پر حدیث کو



ترک کر دیا جائے گا۔

جیسے آیت فاقروا ما تيسر من القرآن اور حدیث لا صلوة الا بفاتحة الكتاب۔ کے درمیان تطبیق علماء نے بیان فرمائی ہے۔ اسی لیے علماء نے یہ قانون وضع فرمائے اگر ان کا لحاظ نہ رکھا جائے تو نری غیر مقلدیت ہے۔ اللہ تعالیٰ پناہ دے۔ اور یہ چیزیں علم و فن کے حاملین پر پوشیدہ نہیں ہیں۔

اب حدیث مدیۃ العلم میں سرور کوئین رحمۃ اللہ علیہ کا فرمانا کہ میں (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) علم کا شہر ہوں یا حکمت کا دار ہوں یا علم کا دار ہوں۔ تو ظاہر ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا علم کا شہر ہیں خواہ علم ظاہر ہو خواہ علم اسرار ہو۔ اس کا انکار نہ کرے گا مگر جاہل معاند محروم کلام محروم۔

اب سیدی وجدی نسباً حضرت مولانا علی کرم اللہ وجہہ الکریم اس شہر کا دروازہ ہیں تو سوال ہے کہ علم شرع یعنی ظاہری علم کے اعتبار سے دروازہ ہیں یا علم اسرار کے اعتبار سے یا دونوں جہتوں کے اعتبار سے؟ عقلاً اس کی تین ہی صورتیں ہو سکتی ہیں۔ اگر کوئی کہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ظاہر کے اعتبار سے دروازہ ہیں تو چونکہ خصوصیت تب ہوگی کہ صرف اور صرف علم ظاہر کا دروازہ حضرت مولانا علی کرم اللہ وجہہ ہوں، دوسرا کوئی بھی نہ ہو، کسے باشد۔ یہ اس لیے ہے کہ خاصۃ الشی ما یوجد فیہ ولا یوجد فی غیرہ تو یہ احتمال عقلاً نقلاً ممکن نہیں۔ کیونکہ اس صورت میں قرآن مجید اور احادیث کی مخالفت لازم آتی ہے۔ مثلاً اللہ تعالیٰ جل شانہ کا فرمان لقد من اللہ علی المؤمنین اذ بعث فیہم رسولا من انفسہم یتلو علیہم آیاتہ و یزکیہم و یعلمہم الكتاب والحکمة۔ بے شک اللہ کا بڑا احسان ہوا مسلمانوں پر کہ ان میں انہی میں سے ایک رسول بھیجا تو ان پر اس کی آیتیں پڑھتا ہے اور انہیں پاک کرتا ہے اور انہیں کتاب و حکمت سکھاتا ہے۔ اس مضمون کی بیسیوں آیات قرآن مجید کی زینت ہیں، اگر وہ سب تحریر کی جائیں تو کلام طویل ہو جائے گا، مقصود صرف ان کی طرف توجہ دلانا ہے نہ کہ احصاء۔ اس آیت کریمہ میں سب ضما جمع کی ہیں۔ کہ وہ محبوب ان سب غلاموں پر آیات الہی پڑھتے ہیں۔ ان سب کو پاک کرتے



ہیں اور ان سب کو علم و حکمت سکھاتے ہیں۔

جن کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے علم و حکمت سکھایا ہے انہوں نے بقیہ امت کو پہنچایا اور سکھایا تو ہوگا کہ سرکار ﷺ کا فرمان ہے: بلسوا عنی ولو آیت۔ وہ ہستیاں جنہوں نے خمس نبوت ﷺ کی تابانیوں کا مشاہدہ فرمایا، انکی زبان اقدس سے اللہ تعالیٰ کی آیات سنیں، وحی خفی اور جلی کا فیض بلا واسطہ حاصل کیا، انکے متعلق یہ تصور بھی کیا جاسکتا ہے کہ انہوں نے سرکار کا فرمان پس پشت ڈال دیا ہو ہرگز ہرگز نہیں تو کیا وجہ ہے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم میں باب العلم ہونا منحصر ہو؟ اس سے صراحۃً قرآن و حدیث کا باطل و مہمل ہونا لازم آتا ہے العیاذ باللہ تعالیٰ۔

کسی ادنیٰ مسلمان سے بھی یہ تصور نہیں ہو سکتا۔ چہ جائیکہ ایک مفتی و علامہ ہونے کا دعویٰ ارفض یہ نظریہ رکھے۔ اب رہی عقلی دلیل تو عقلاً بھی یہ ممکن نہیں کہ باب العلم ہونا حضرت مولانا علیؒ میں منحصر ہو۔ اس لیے کہ رب کریم جل جلالہ نے اپنے محبوب کریم کو تاقیام قیامت تمام انسانوں کی ہدایت و رہنمائی کے لیے مبعوث فرمایا ہے، بلا واسطہ یا بالواسطہ۔ کیا دنیا سے پردہ فرمانے کے بعد آپ ﷺ کے علمی فیضان کا ایک ہی دروازہ ہے؟ تو یہ سیدمی رافضیت ہے کہ تمام صحابہ علیہم الرضوان بے فیض و مہمل ٹھہریں العیاذ باللہ تعالیٰ، یہاں یہ تسلیم کیے بغیر کوئی چارہ نہیں کہ باب العلم ہونا میرے جدا مجد حضرت مولانا علی کرم اللہ وجہہ کا خاصہ نہیں ہے۔ یہ بحث اس صورت پر ہے کہ علم سے مراد علم ظاہری ہو۔

فقیر کو لگتا ہے کہ شاید اسی نکتے کے پیش نظر سوئے حجاز کے مضمون نگار نے بھی یہ امکان تسلیم کیا ہے کہ یہاں علم الاسرار مراد ہے۔ تو گویا اب ان کا اور ہمارا اتحاد و اتفاق ہو گیا کہ علم ظاہر کے اعتبار سے باب العلم ہونا آپ ﷺ کا خاصہ نہیں ہے۔

کیا فرماتے ہیں مفتیان شرع متین کہ قاسمی بے چارہ اس خاصے کا انکار کر کے نامھی ورافضی اور جنس چٹاں ٹھہرے اور خلیل الرحمن اور وہ پردہ نشین جو اندھیرے میں بیٹھا ہے وہ نامھی اور خارجی کیوں نہ ہوئے وجہ فرق بیان کی جائے۔ ورنہ تسلیم کریں کہ قاسمی مرد



قلندر حق پر ہے الحمد للہ علی ذالک اور اس کا موقف قرآن و سنت کے مطابق ہے۔

نہ خنجر اٹھے گا نہ تلوار ان سے یہ بازو میرے آزمائے ہوئے ہیں

اب اس حدیث شریف میں اگر علم الاسرار مراد ہو اور اسی اعتبار سے باب العلم ہونا آپ ﷺ کا خاصہ ہو تو یہ بھی ناممکن ہے کیونکہ یہ بھی قرآن و حدیث کے معارض ہے۔

مذکورہ بالا آیت کریمہ دوبارہ پڑھیں اسی میں ہے **يَعْلَمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ**۔ یہاں کتاب سے مراد تو ظاہری علم ہے اور حکمت سے مراد علم الاسرار ہے تو گویا تم اور ہم اس پر متفق ہیں کہ حکمت سے مراد علم الاسرار ہے۔ تو قرآن فرماتا ہے کہ محبوب اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے سب غلاموں کو علم ظاہری اور باطنی کا وارث بنایا اور انہیں علم و حکمت کے موتی لٹائے، تو اگر میرے جدِ اعلیٰ حضرت مولانا علی کرم اللہ وجہہ الکریم ہی صرف علم الاسرار کا دروازہ ہوں تو اس آیت کریمہ کے علاوہ بیسیوں آیات اس حدیث کے معارض و مخالف ہو کر ساقط ہو جائیں گی۔ سو یہ عقیدہ کرنا گویا قرآن مجید کا انکار ہے اور قرآن مجید کا انکار کفر ہے تو جب ایک عقیدہ رکھنے سے کفر لازم آتا ہو تو کون عقلمند ہے جو کہے کہ یہ عقیدہ تو نہیں چھوٹ سکتا ہاں کافر ہوتا ہوں تو ہو جاؤں **اعلانا اللہ منہ**۔ کسی ادنیٰ مسلمان سے بھی یہ متصور نہیں ہو سکتا کہ جس بات سے کفر لازم آئے اسے نہ چھوڑے، چہ جائے کہ کسی عالم فاضل مدعی علم سے ایسی توقع ہو۔ ہاں اگر رافضی ہو تو دوسری بات ہے۔ وہ تو پہلے ہی قرآن و حدیث کا انکار رکھتے ہیں اور صرف بے چارے مسلمانوں کو دھوکا دینے کو بس قرآن کا نام ہی لیتے ہیں۔

اب رہی تیسری صورت کہ باب العلم ہونا ظاہری اور باطنی دونوں جہتوں سے آپ ﷺ کا خاصہ ہے، تو یہ صرف ایک عقلی احتمال کے طور پر ذکر کی گئی ورنہ اس کے تحقق کی کوئی صورت نہیں۔ کیونکہ ہر ایک جہت کے اعتبار سے جب باب العلم ہونا آپ کا خاصہ نہیں تو دونوں علوم کے اعتبار سے بطریق اولیٰ خاصہ ہونا متصور نہیں ہو سکتا۔

اگر آپ ”تفسیر مائین سنی و شیعہ“ کا سہارا لیں تو اس کے جواب میں عرض ہے کہ



: حضرت پیر صاحب علیہ الرحمۃ نے اس کتاب کو چھاپنے سے منع فرمایا تھا۔ جب اس کے چھاپنے کی بات ہوئی تو آپ کے الفاظ یہ تھے ”فی الحال رہنے دو“ (مقدمہ تصفیہ صفحہ الف)۔ اس کے بعد حضرت پیر صاحب علیہ الرحمۃ کی طرف سے کہیں اجازت کا دروازہ نہیں کھلا۔ پھر قبلہ حضرت بابو جی علیہ الرحمۃ نے مولانا فیض احمد صاحب سے فرمایا ”اشاعت سے پہلے اچھی طرح نظر ثانی کرلو“ (مقدمہ صفحہ الف)۔ پھر بھی یہ کتاب التواء میں رہی اور بالآخر حضرت پیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت بابو جی دونوں کے وصال کے بعد ۱۹۷۹ء میں پہلی بار چھپ کر منظر پر آئی۔ فی الحال اتنا کافی ہے اگر مزید چھیڑا گیا تو انشاء اللہ العزیز رنگارنگ شواہد سامنے آئیں گے۔

### مفتی محمد خان قادری اپنے ہی فتوے میں گرفتار

لطیفہ یہ ہے کہ کچھ عرصہ قبل حضرت علامہ مولانا عبدالحکیم صاحب شرف قادری رحمۃ اللہ علیہ اور مفتی محمد خان قادری صاحب نے شیخ محقق الشاہ محمد عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ کی تصنیف لطیف ائحة اللمعات شرح مشکوٰۃ کا اردو ترجمہ کیا اور حدیث انادار الحکمة و علی بابہا کی شرح کرتے ہوئے صاف لکھا ہے کہ باب العلم ہونا حضرت مولانا علی کرم اللہ وجہہ الکریم کا خاصہ نہیں ہے۔ چنانچہ ہم آنجناب کی مکمل اردو عبارت من وعن لکھ رہے ہیں، فرماتے ہیں: اس میں شک نہیں ہے کہ نبی اکرم ﷺ کا علم دوسرے صحابہ کرام سے بھی آیا ہے اور حضرت علی مرتضیٰ کے ساتھ خاص نہیں ہے یہ تخصیص کسی خاص وجہ کی بناء پر ہوگی کہ ان کے ذریعے وسیع اور عظیم علم لوگوں تک پہنچے گا جیسے حدیث شریف میں آیا ہے کہ اقضاکم علی تم میں سے سب سے زیادہ فیصلہ کرنے والے علی ہیں ﷺ اصل میں یہ حدیث ابو الصلت عبد السلام ابن صالح مروی سے مروی ہے۔ وہ اگرچہ شیعہ ہیں لیکن سچے ہیں اور صحابہ کرام کی تعظیم میں کوتاہی نہیں کرتے (ائحة اللمعات اردو جلد ۷ صفحہ ۴۵۷ ترجمہ از علامہ شرف قادری اور محمد خان قادری)۔



خائن صاحب نے تیسری قسط میں یہ الزام لگایا ہے کہ ضربِ حیدری میں شیخ محقق کی عبارت ادھوری نقل کی گئی ہے۔ لیجیے صاحب اب تو پوری عبارت آگئی اور وہ بھی آپ کے اپنے ترجمے کے ساتھ آگئی۔ بتائیے اس سے ضربِ حیدری کا کیا بگڑا اور تمہارا استیاناس ہوا کہ نہیں؟

ایک لطیفہ یہ ہے کہ خائن صاحب کا ائحة الممعات کا یہ ترجمہ اور سوئے ایران میں شائع ہونے والا ترجمہ آپس میں نہیں ملتے۔ قارئین سے درخواست ہے کہ موازنہ کر کے خود ہی فرق معلوم کریں۔

حضرت قاسمی صاحب قبلہ کی ضربِ حیدری کے ظہور و طلوع سے پہلے تو آپ کا بھی یہی موقف تھا کہ باب العلم ہونا آپ کا خاصہ نہیں ہے۔ تو انہوں نے بھی تو تمہارے ہی موقف کا اظہار فرمایا ہے اگر اس اظہار میں قاسمی غریب خارجیت کی طرف مائل ہو گیا اور آپ کو خطرہ لاحق ہوا کہ اگر وہ اسی ڈگر پر چلتے رہے تو خارجی و ناموسی ہو جائیں گے حالانکہ یہی کچھ آپ بھی لکھ چکے ہیں سو آپ کے متعلق خارجی اور ناموسی ہونے کا خطرہ کیوں نہیں؟ اگر آپ خارجی و ناموسی نہیں تو پھر قاسمی صاحب کیوں خارجی و ناموسی ہوں گے؟ بات تو ایک ہی ہے وجہ فرق بیان فرمائیں۔

لو آپ اپنے دام میں صیاد آ گیا

اس کا جواب شرعاً اخلاقاً آپ کے ذمہ ہے۔ اگر آپ کے پاس اس کا جواب نہیں ہے اور انشاء اللہ یقیناً نہیں۔ تو پھر فاتقوا النار التي و قودها الناس والحجارة اعدت للکافرین۔ یہ ہے کسی فقیر پر زبان درازی کا بدلہ۔

غرورِ زہد نے سکھلا دیا ہے واعظ کو کہ بندگانِ خدا پہ زباں دراز کرے

اب آپ کو ماننا پڑے گا کہ اس عقیدے میں ہمارا تمہارا کوئی اختلاف نہیں ہے۔

یہ آپ کو بھی تسلیم اور ہم بھی اسے تسلیم کرتے ہیں۔ تو یہ عقیدہ اتفاقی ہوا نہ کہ اختلافی۔

ہاں آپ یہ کہہ سکتے ہیں کہ بھائی ہم تو صرف مترجم ہیں اور مترجم کا کام صرف



ترجمہ کرنا ہے نہ کہ مصنف کے ہر عقیدہ سے اتفاق تو یہ ترجمہ ہم پر حجت نہیں۔ اولاً گزارش ہے کہ جس کتاب کے مصنف سے آپ کو اتفاق ہی نہیں تو اس کتاب کے ترجمہ کی زحمت کیوں اٹھائی؟ اتنا وقت اور سرمایہ کیوں ضائع کیا؟ اصولی طور پر تو صرف اتنا جواب کافی ہے۔

دوسری بات یہ کہ جب آپ نے دیکھا کہ یہ بات تو ہمارے نظریہ و عقیدہ کے خلاف ہے تو جناب پر لازم تھا کہ حاشیہ پر اختلافی نوٹ لگا دیتے کہ سند رہتا اور بوقت ضرورت کام آتا۔ ان میں سے کچھ بھی نہیں تو آپ کو ماننا پڑے گا کہ آپ کا موقف طلوع ضرب حیدری سے قبل تو یہی تھا۔ مانیں یا نہ مانیں۔

ہم نیک و بد حضور کو سمجھائے دیتے ہیں

اگر خائن صاحب یہ کہیں کہ حضرت شیخ محقق علیہ الرحمۃ کی عبارت کا یہ مطلب ہے کہ: علم تمام صحابہ سے آیا ہے اور یہ علی مرتضیٰ کا خاصہ نہیں مگر باب العلم ہونا آپ ہی کا خاصہ ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ جب علم دوسرے صحابہ کے ذریعے آیا تو دوسرے صحابہ بھی علم کے دروازے ٹھہرے اس لیے کہ جس میں سے کوئی چیز باہر نکلے وہ دروازہ ہی ہوتا ہے نہ کہ دیوار۔ یہ عجیب پاگل پن ہے کہ صحابہ کے ذریعے علم کا پہنچنا بھی مانا جائے اور پھر انہیں دروازے بھی نہ مانا جائے۔ اور اگر آپ اس حقیقت کو تسلیم کرتے ہیں مگر اصطلاح کو تسلیم نہیں کرتے تو یہ جھگڑا محض ایک لفظ کے اطلاق یا استعمال کا ٹھہرا۔ اب محض اتنی سی بات پر اتنی زیادہ بک بک اور اس قدر عناد اور فتویٰ بازی چہ معنی دارد؟ اور اس لفظ میں بھی آپ کا موقف سراسر باطل۔ اس لیے کہ ملا علی قاری تصریح فرما رہے ہیں کہ علی باب من ابوابہا (مرقاۃ جلد ۱۱ صفحہ ۳۳۵) اور میر عبد الواحد قدس سرہ نے تو فیصلہ ہی کر دیا، فرماتے ہیں: تمام صحابہ کرام اس شہر کے دروازے ہیں، اس لیے کہ تمام علوم امت کے جملہ علماء کو انہی دروازوں سے پہنچے ہیں (سبع سنابل صفحہ ۷۳)۔ حضرت میر علیہ الرحمۃ نے علم پھیلانے کو تمام صحابہ کرام کے باب العلم ہونے کی علت قرار دیا ہے۔ اور خائن صاحب اس علت کے ہوتے ہوئے معلول کے منکر ہیں اور ملزوم کے ہوتے ہوئے لازم



کے منکر ہیں۔ یہ اسی طرح ہے جیسے کوئی دھوپ کو دیکھ کر سورج کا انکار کرے یا بیٹے کو دیکھ کر باپ کا انکار کرے۔

باوجود اس کے کہ مذکورہ بالا حوالے ضرب حیدری میں موجود ہیں مگر خائن صاحب ہیں کہ مان کے نہیں دیتے۔ یہاں یہ واضح ہو گیا کہ خائن قادری ایک نہایت بے وقوف آدمی ہے۔ واللہ باللہ ہم یہ بات محض چوٹ کرنے کے لیے نہیں کہہ رہے بلکہ یہ عین حقیقت ہے اور ہم صرف حقیقت کو زبان دے رہے ہیں۔ اور یہ کہ لوگوں میں اس شخص کے بارے میں جو کچھ مشہور ہے وہ بالکل سچ نکلا ہے۔ اہل علم ہی ہماری اوپر کی چند سطروں کی قدر جان سکتے ہیں۔

خائن صاحب نے تیسری قسط میں یہ بہتان بھی باندھا ہے کہ ملا علی قاری علیہ الرحمۃ کی عبارت ضرب حیدری میں ادھوری ہے۔ چنانچہ انہوں نے خود اس سے اگلی عبارت نقل کر کے اپنی دانست میں دیانت داری کا مظاہرہ کر دیا ہے۔ پوری عبارت یوں نقل کرتے ہیں کہ: والمعنی علی باب من ابوابہا ولكن التخصیص یفید نوعاً من التعظیم وهو كذلك لانه بالنسبة الی بعض الصحابة اعظمهم واعلمهم ترجمہ: لیکن حدیث باب العلم حضرت علی المرتضیٰ علیہ السلام کی تخصیص ان کی ایک نوع عظمت کو اجاگر کر رہی ہے اور وہ اسی طرح ہی ہے کیونکہ وہ بعض صحابہ کی نسبت اعظم و اعلم ہیں (ماہنامہ سوائے ایران تیسری قسط)۔

پہلی بات تو یہ ہے کہ خائن صاحب نے یہ پوری عبارت نقل کر دی تو اس سے ضرب حیدری کا کیا بگڑا؟ علمائے کرام خدا را غور فرمائیے! اس عبارت میں نوعاً کی تفسیر کیا جاتا رہی ہے؟ آگے اسی کی وضاحت میں ملا علی قاری کے الفاظ لانه بالنسبة الی بعض الصحابة اعظمهم واعلمهم کیا بتا رہے ہیں؟ یہی کہ آپ بعض صحابہ کی نسبت اعظم و اعلم ہیں نہ کہ سب کی نسبت اور نہ کہ ابو بکر و عمر کی نسبت۔ اگر اپنے استاد کے سامنے بیٹھ کر خائن صاحب بعض الصحابة کا ترجمہ جمع الصحابة کرتے تو استاد صاحب ضرور



جناب کو اُلوکا پٹھا کہتے۔ لیکن اب انشاء اللہ اسے اس کے شاگرد بھی یہی کچھ کہیں گے۔

پھر خائن صاحب نے ضربِ حیدری کی خیانت پکڑنے اور پوری عبارت نقل کرنے کا دعویٰ داغ دیا۔ حالانکہ خائن صاحب خود اس سے اگلی عبارت ہڑپ کر گئے ہیں وہ عبارت یہ ہے: وَمَا يَدُلُّ عَلَىٰ أَنَّ جَمِيعَ الْأَصْحَابِ بِمَنْزِلَةِ الْأَبْوَابِ قَوْلُهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَىٰ وَسَلَّم أَصْحَابِي كَالنَّجُومِ بَايَهُمُ اقْتَدَيْتُمْ اهْتَدَيْتُمْ مَعَ الْإِيمَاءِ إِلَىٰ اخْتِلَافٍ مَرَاتِبِ الْأَنْوَارِ مَا فِي الْإِهْتِدَاءِ لِعَيْنِ تَمَامِ صَحَابِهِ كَعِلْمِ كَعِلْمِ دُرِّ الْوَاوِزِ

ہونے کا ثبوت یہ حدیث ہے: اصحابی كالنجوم اگرچہ ہدایت دینے میں ان کے انوار کے مراتب مختلف ہیں (مرقاۃ جلد ۱۱ صفحہ ۳۴۵)۔ اب اگر حدیث اصحابی كالنجوم کی صحت پر خائن صاحب کو اعتراض ہے تو یہ اعتراض ملا علی قاری پر کیجیے نہ کہ ان کے ناقل پر۔ اور ملا علی قاری کو خارجی نامی مولانا علی کا بغیض اور وہ سب کچھ کہہ کر دکھائیے جو کچھ صاحبِ ضربِ حیدری کو کہا ہے۔

خائن صاحب مذکورہ بالا چند الفاظ مضمر کرنے کے بعد اگلی عبارت پر پہنچ گئے کہ  
 اللهم الا ان يختص بباب القضاء الى قوله ومما يدل على جزالة  
 علمه الى قوله عمر كان يتعوذ من معضلة ليس لها ابو حسن  
 حالانکہ اس عبارت سے پہلے بھی ایک عبارت موجود تھی جسے خائن صاحب  
 ہڑپ کر گئے۔ وہ عبارت یہ ہے: ومما يحقق ذلك ان التابعين اخذوا انواع  
 العلوم الشرعية من القراءة والتفسير والحديث والفقه من سائر الصحابة  
 غير علي ؑ ايضاً لعلم علم الحصار البابية في حقه يعني جو چیز اسے تحقیق سے  
 ثابت کرتی ہے وہ یہ ہے کہ تابعین نے علوم شرعیہ کی مختلف انواع یعنی علم قرآن، علم تفسیر، علم  
 حدیث اور علم فقہ سیدنا علی ؑ کے علاوہ تمام صحابہ سے بھی حاصل کی ہیں، تو حضرت علی کے  
 حق میں باب العلم ہونے کا عدم انحصار واضح ہو گیا (مرقاۃ جلد ۱۱ صفحہ ۳۴۵)۔

بھرا اللہم الا کا ترجمہ خائن صاحب نے اس طرح شروع کیا ہے کہ: مگر یہ کہ



حضرت علی المرتضیٰ کو باب قضا کے ساتھ مخصوص کر دیا جائے۔

خطی صاحب کو اتنا بھی پتا نہیں کہ اللہم الا کا ترجمہ کیا ہوتا ہے۔ اس کا معنی ہے: اے میرے اللہ اس کے سوا کوئی چار نہیں۔ حضرت علی قاری کہنا یہ چاہتے ہیں کہ: تمام صحابہ باب العلم ہیں اور سیدنا علی المرتضیٰ شہیر خدا کے باب العلم ہونے کا تعلق جمیع علم سے نہیں بلکہ اس کا تعلق آپ کے اقشی ہونے سے ہے۔

خطی صاحب کو ملا علی قاری نے مندرجہ ذیل جوتے برسائے ہیں:

پہلا جوتا: علی باب من ابوابہا یعنی علی علم کے دروازوں میں سے ایک دروازہ ہیں۔  
دوسرا جوتا: التخصیص یفید نوعاً من التعظیم یعنی باب العلم کی یہ تخصیص تعظیم کی ایک نوع کا فائدہ دیتی ہے۔

تیسرا جوتا: بالنسبة الی بعض الصحابة یعنی آپ بعض صحابہ کی نسبت علم ہیں۔  
چوتھا جوتا: جمیع الصحابة بمنزلة الابواب یعنی تمام صحابہ علم کے دروازے ہیں۔  
پانچواں جوتا: التابعین اخلوا انواع العلوم من سائر الصحابة غیر علی یعنی تابعین نے حضرت علی کے علاوہ تمام صحابہ سے علوم کی مختلف انواع حاصل کی ہیں۔  
چھٹا جوتا: فعلم عدم الحصار البابية فی حقه یعنی معلوم ہوا کہ آپ اکیلے علم کے دروازے نہیں ہیں۔

ساتواں جوتا: اللہم الا ان یختص بہاب القضاء یعنی اے میرے اللہ اس کے سوا کوئی چارہ نہیں کہ آپ والا دروازہ صرف قضاء سے تعلق رکھتا ہو۔

آٹھواں جوتا: ومما یدل علی جزالة علمہ الخ یعنی یہ دلائل آپ کے علم کی کثرت سے تعلق رکھتے ہیں (نہ کہ اکثریت یا اعلیت سے)۔

نواں جوتا: لعل الشیعة تتمسک بهذا التمثیل یعنی شاید شیعہ اس تمثیل سے استدلال کریں۔

دسواں جوتا: لیس دار الجنة باوسع من دار الحکمة ولها ثمانية ابواب یعنی



دارالہجرت وسیع نہیں ہے دارالہجرت سے اور دارالہجرت کے آٹھ دروازے ہیں (تو پھر دارالہجرت کے زیادہ دروازے کیوں نہ ہوں گے؟)۔

تلك عشرة كاملة اور ابھی مولاعلیٰ کے اسی (۸۰) جوتے باقی ہیں۔ فداء ابی وامی ولعنة الله على من ابغضه لعنة الله على من غال في حبه وانتحل حب اهل البيت مع كونه رافضياً خبيثاً

قرآن و سنت اور علمائے امت کے ناقابل تردید دلائل کے علاوہ ہم نے خائن صاحب کا اپنا اعتراف بھی دکھا دیا ہے۔ ابھی بھی دماغ ٹھکانے پر نہ آیا ہو تو چلیے ہم آپ کو آپ کے اپنے استاد کی زبانی سمجھائے دیتے ہیں جن کو آپ نے اپنے ماہنامے کی دوسری قسط کے صفحہ نمبر ۵۰ پر استاد العلماء بھی لکھا ہے اور مدظلہ العالی بھی لکھا ہے۔ اگر جرأت ہے تو ابھی اٹھو اور کھڑکاؤ شیخ الحدیث علامہ محمد اشرف صاحب سیالوی کو ٹیلی فون اور پوچھ لو ان سے کہ تمام صحابہ کرام علم کے شاہد دروازے ہیں یا چور دروازے۔ اور اگر اب بھی آپ کی مت ماری رہے تو ہمارا کیا قصور؟

رب رُتے، مت کھتے

اگر خائن صاحب پوچھیں کہ باب العلم ہونا اگر آپ ﷺ کا خاصہ نہیں تو سرکارِ اعظم حضور ختمی مرتبت صلی اللہ علیہ وسلم نے خصوصیت سے ذکر کیوں فرمایا ہے۔

تو اس کا ایک جواب پہلے گزر چکا ہے۔ دوسرا جواب یہ ہے کہ یہ آپ کی تعظیم اور کثرتِ علم اور جزالتِ علم کی طرف اشارہ ہے، تو مطلب یہ ہوا کہ حضرت مولاعلیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم کثیر العلم ہیں۔ لیکن یہ کثرت بعض صحابہ کرام کے اعتبار سے ہے نہ کہ تمام کے اعتبار سے۔

جیسا کہ حضرت علی قاری علیہ الرحمہ نے مرقاة شرح مشکوٰۃ میں اسے یوں بیان فرمایا ہے والمعنى على باب من ابوابها لكن التخصيص يفيد نوعاً من التعظيم وهو كذلك لانه بالنسبة الى بعض الصحابة اعظمهم و اعلمهم



فرمایا اس کا معنی یہ ہے کہ آپ علم کے دروازوں سے ایک دروازہ ہیں لیکن خصوصیت سے آپ کے باب العلم ہونے کا ذکر فرمانا اس میں آپ کی نوع تعظیم ہے اور واقعی آپ ایسے ہی ہیں لیکن آپ کا علم واعظم ہونا یہ بعض صحابہ کرام کے اعتبار سے ہے نہ کہ جمیع صحابہ کرام کے اعتبار سے۔ و مما يدل على ان جميع الاصحاب بمنزلة الابواب قوله صلى الله عليه وسلم اصحابي كالنجوم فلا يحسب احدكم اهتديتم - مع الائمة الى اختلاف مراتب النوارها في الاهتدا - جو دلائل تمام صحابہ کرام کے ابواب العلم ہونے پر دلالت کرتے ہیں ان میں سے ایک یہ دلیل ہے کہ نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانا کہ میرے تمام صحابہ ستاروں کی مانند ہیں تم جس کی اقتدا کرو گے ہدایت پاؤ گے۔ لیکن اس میں یہ بھی اشارہ ہے کہ اجتہاد میں ان کے مراتب انوار مختلف ہیں۔

اس طرزِ تحریر سے یہ پتہ چلتا ہے کہ صرف یہ ایک ہی دلیل نہیں بلکہ اس پر کثرت سے دلائل موجود ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ تابعین رحمہم اللہ نے علوم شرعیہ کی کئی اقسام مثلاً علم تفسیر علم قرآنہ علم حدیث علم فقہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے علاوہ دوسرے صحابہ کرام علیہم الرضوان سے حاصل کیں۔ تو اس سے پتہ چلا علم کا دروازہ ہونا آپ کے ساتھ خاص نہیں ہے۔

علی قاری علیہ الرحمۃ نے ایک جہت سے آپ کی خصوصیت کو تسلیم کیا لیکن ساتھ اس کے ضعف کی طرف بھی اشارہ فرمایا۔ فرماتے ہیں۔

اللهم الا ان يختص بباب القضاء - اے مرے اللہ اس کے علاوہ کوئی چارہ نہیں کہ یہ خصوصیت باب قضا میں ہو۔ کیونکہ آپ کے متعلق وارد ہے کہ انه القضاء کم کہ حضرت علی تم میں سب سے بڑے قاضی ہیں۔ اور یہ خصوصیت ایک گونہ ہوئی جیسا کہ دوسرے صحابہ کرام کے بارے میں جزوی فضیلتوں کا ذکر فرماتے ہوئے سرکارِ اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے اسی القراکم حضرت ابی تم میں سب سے بڑے قاری ہیں۔ یا حضرت زید کے بارے میں فرمایا انه القرضکم کہ زید بن ثابت رضی اللہ عنہ علم فرائض میں تم سے زیادہ علم رکھتے ہیں اور حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کے بارے میں فرمایا انه اعلمکم بالحلل والحرام



حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ تم میں حلال و حرام کے سب سے زیادہ جاننے والے ہیں (مرقاۃ جلد ۱۱ صفحہ ۳۳۵)۔

تو اس کا مطلب واضح ہے کہ یہ جزوی فضیلتیں ہیں ان سے کلی طور پر جب ان حضرات کی تمام صحابہ کرام پر خصوصاً خلفائے اربعہ رضی اللہ عنہم پر فضیلت ثابت نہیں ہوتی جس کا آپ کو بھی اقرار ہے تو اقصیٰ ہونے کے اعتبار سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی فضیلت خلفاء ثلاثہ رضی اللہ عنہم پر کیسے ثابت ہو سکتی ہے؟

آپ کو بیماری یہ ہے کہ آپ اہل سنت کو مولا علی کی جزالت علم اور کثرت علم کا منکر سمجھ بیٹھے ہیں، خود تقیہ باز ہو کر بھی دوسروں کی نیت میں شک کرنا روافض کا پرانا شعار ہے۔ دوسری بیماری یہ ہے کہ کثرت و جزالت علم سے مراد آپ اعلم ہونا لے لیتے ہیں۔

افسوس صد افسوس کہ حب رافضیت نے ان مصلحین قوم کو کسی طرف کا نہ چھوڑا۔ آپ اگر رافضی ہیں تو صاف اعلان کریں کہ بھائی ہم تو رافضی ہیں اور اگر سنی ہیں تو ادخلوا فی السلم کافۃ ولا تتبعوا خطوات الشیطان انہ لکم عدو مبین۔ کیا نئے دروں اور نئے بروں کی کیفیت طاری ہے؟ لا الہ الا ہؤلاء ولا الہ الا ہؤلاء کی وعیدیں ایسے ہی مصلحین کو نصیحت کے لیے آئی ہیں۔ اے میرے اللہ اپنے پیاروں کے صدقے ہمیں منافقین اور ان کے شر سے محفوظ فرما۔ آمین۔

خائن صاحب نے حدیث اصحابی کا انجم کو موضوع قرار دیا ہے۔ لیکن خائن صاحب فرمائیں کہ اس حدیث سے استدلال حضرت ملا علی قاری نے فرمایا ہے تو پھر اس میں صاحب ضرب حیدری کا کیا قصور؟ آپ نے جو کچھ کہنا ہے ملا علی قاری سے کہیے۔ ہم یہ بھی بتاتے چلیں کہ ملا علی قاری نے اس حدیث پر کیوں اعتماد کیا ہے۔ اس اعتماد کی وجہ یہ ہے کہ یہ حدیث منہو ما درست ہے۔ اس کی تائید قرآنی آیت صراط الدین النعمت علیہم، ہم مثل ما آمنتم، حدیث ما انا علیہ واصحابی، قول ابن مسعود من کان مستعناً، علام کا فرمانا الصحابة کلہم عدول وغیرہ سے ہر ہی ہے۔



## اعلیٰ سیدنا علی المرتضیٰ علیہ السلام پر خائن قادری کے دلائل اور ان کا جواب

اس موضوع پر خائن قادری نے پانچ احادیث نقل کی ہیں۔ ہم مکمل دیانت داری کیساتھ ان میں سے ایک ایک حدیث نقل کرتے ہیں اور پھر اس کا صحیح مفہوم بیان کرتے ہیں۔  
 خائن قادری کی پہلی دلیل :- حضور ﷺ نے سیدۃ النساء حضرت فاطمہ الزہراء کو تسلی و تشفی دیتے ہوئے فرمایا: اما ترضین ان زوجک اقلہم مسلما و اکثرہم علما و اعظمہم حلما اخرجه احمد (ابن عساکر، مسند احمد)۔

اقول :- اس حدیث کے اندر ہی آپ کے استدلال کا رد موجود ہے۔ ہمارا تجربہ ہے کہ رافضیوں کی ہر دلیل کا جواب اسی دلیل کے اندر یا آگے پیچھے موجود ہوتا ہے۔ اس حدیث میں اقلہم فی السلم یعنی سب سے پہلا مسلمان ہونا آپ کو دعوتِ مکرر دے رہا ہے۔ آپ ﷺ کا پہلا مسلمان ہونا صرف بچوں کے لحاظ سے ہے ورنہ مردوں میں سب سے پہلے صدیق اکبر اور خواتین میں سب سے پہلے ام المومنین سیدہ خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا ایمان لائے تھے۔ جس طرح مولا علی علیہ السلام کا پہلا مسلمان ہونا اضافی ہے بالکل اسی طرح علم میں زیادہ ہونا بھی اکثر صحابہ کے لحاظ سے اضافی ہے یا پھر علم قضاء کے اعتبار سے ہے۔

ضربِ حیدری میں بخاری کی امامت والی حدیث سے اعلیٰ صدیق پر استدلال کیا گیا تھا اور یہ استدلال ضربِ حیدری کے مصنف نے اپنی طرف سے نہیں بلکہ امام بخاری، ابو الحسن اشعری اور ابن کثیر کا باقاعدہ حوالہ دے کر ان کے قلم سے پیش کیا تھا۔ تو آپ سوئے ایران میں صرف ضربِ حیدری کا حوالہ دے کر یہ ہاور کرار ہے ہیں کہ یہ استدلال سراسر صاحبِ ضربِ حیدری نے اپنے پاس سے کیا ہے۔ ضربِ حیدری میں امام بخاری، امام اشعری اور ابن کثیر کا حوالہ موجود تھا۔ آپ ان بزرگوں پر کیوں نہیں برے اور صاحبِ ضربِ حیدری کو کمزور سمجھ کر اپنی زبان و رازی کا رخ ادھر کیوں کر دیا؟ جواب درکار ہے۔

اسکے علاوہ ضربِ حیدری میں کان ابو ہریرہ کے الفاظ بخاری سے پیش



کیے گئے تھے۔ اسی بخاری سے صدیق اکبر کا رسول معظم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال شریف پر قد خلت من قبلہ الرسل پڑھنا اور تمام صحابہ کو حیران کروینا بیان ہوا تھا۔ مرتدین کے خلاف قتال کا قصہ بھی بخاری میں موجود ہے اور اس سے بھی اعلیت پر استدلال صاحب ضرب حیدری نے اپنے پاس سے نہیں کیا بلکہ علامہ سیوطی اور نووی وغیرہ کے حوالے سے کیا ہے۔ آپ نے اصل استدلال سے انکسیں کیوں چرائیں؟ امام نووی اور سیوطی کو خارجیت سے مرعوب کیوں نہ کہا اور صاحب ضرب حیدری کو کمزور سمجھ کر اس پر کیوں بر سے؟

آپ کی پیش کردہ حدیث کا مطلب سمجھنے کے لیے ہم کیوں نہ ان حضرات کی طرف رجوع کریں جن کا علم امت میں مسلم ہے اور امت کے علماء ان کی آرا کو حجت کا درجہ دیتے ہیں۔ تو وہ ہیں حضرت علی قاری مرقاة میں یہی حدیث نقل کرنے کے بعد فرمایا کہ یہ سب روایات آپ کی جزالت و کثرت علم کی دلیلیں ہیں نہ کہ سب صحابہ کرام سے اعلم ہونے کی۔ عبارت یہ ہے آپ بھی ملاحظہ فرمائیں۔

و مما يدل على جزالت علمه ما في الرياض النخ (مرقاۃ جلد ۱۱ صفحہ ۳۳۵)۔ اب آپ کی مرضی کہ اس روایت کو آپ کی اعلیت کی دلیلیں قرار دیں اور علمی دنیا میں مسلم حضرات کا فیصلہ ٹھکرا دیں یا اس پر ایمان لے آئیں۔ ہاں اگر اعلیت بعض صحابہ کرام کے اعتبار سے ہو تو مسلم ہے اور یہی محدثین کرام نے بیان فرمایا ہے۔

خائن قادری کی دوسری دلیل:- حضور پاک ﷺ کا ارشاد گرامی ہے۔ افضی امتی علی (مصابح النبی، الرياض النضرة، ابن عساکر)۔ اقصیٰ ہونے کے لیے اعلم ہونا ضروری ہے۔ امام ابوعلی کرامی اور امام قرانی مالکی نے یہی لکھا ہے۔

اقول:- افضاھم علی کے الفاظ ابن ماجہ میں بھی موجود ہیں۔ آپ کی چوری اور خیانت یہ ہے کہ آپ نے ابن ماجہ کا حوالہ کیوں نہیں دیا؟ جو آپ کی پیش کردہ کتابوں سے بلند پایہ کتاب ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ پھر پوری صورت حال واضح ہوتی تھی۔ ابن ماجہ کی اصل اور مکمل حدیث اس طرح ہے۔



ارحم امتی بامتی ابو بکر و اسلمہم فی دین اللہ عمر و اصلقہم  
حیاء عثمان ، اقضاهم علی ابن ابی طالب و اقراہم لکتاب اللہ ابی بن کعب  
و اعلمہم بالحلال و الحرام معاذ بن جبل ، و افرضہم زید بن ثابت الا و ان  
لکل امة امینا و امین هذه الامة ابو عبیدة الجراح (ابن ماجہ حدیث نمبر ۱۵۴)۔

اول تو ہر قاری بڑے آرام سے سمجھ سکتا ہے کہ اصل حدیث نقل کرنے میں خائن  
صاحب نے خیانت کس وجہ سے فرمائی۔ ہم نے پہلے ہی کہہ دیا ہے کہ رافضیوں کی ہر بات  
کا جواب ان کی دلیل کے اندر ہی موجود ہوتا ہے۔

خائن صاحب فرمائیں۔ ایک ہی حدیث میں مختلف صحابہ کے فضائل بیان  
ہوئے ہیں کہ نہیں؟ اگر اقصیٰ ہونا مولائے مرتضیٰ کا خاصہ ہے تو اعلم بالحلال و الحرام  
ہونا اور اقرا ہونا دوسرے صحابہ کے فضائل ہوں گے کہ نہیں؟ خائن قادری میں عقل اتنی ہے  
کہ بات کو پھر نہیں سمجھے گا۔ ہمارے الفاظ پر غور کرو۔ ہم نے یہ باتیں ان صحابہ کے فضائل  
میں شمار کی ہیں نہ کہ اعلیت میں اور ان صحابہ کے ان فضائل کے ہوتے ہوئے مولائے  
مرتضیٰ کے باب العلم ہونے کا اختصاص باقی نہیں رہتا۔

ضرب حیدری میں جو دلیل عدم اختصاص پر دی گئی ہے۔ خائن صاحب نے اس  
سے مطلقاً اعلیت کی نفی سمجھ لی ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ اقصیٰ ہونے سے اعلم ہونا لازم نہیں آتا۔ آپ نے جن دو  
علماء کے حوالے دیے ہیں ان کی عبارات میں اس بات کی تصریح ہرگز موجود نہیں ہے کہ  
اقصیٰ ہونا اعلیت کو مستلزم ہے۔ اہل علم قارئین سے درخواست ہے کہ ان عبارات کو بے  
شک بار بار پڑھ لیں۔ خائن صاحب کی مطلب براری ان سے نہیں ہوتی۔ بلکہ الٹا اس  
بات کی سمجھ آتی ہے کہ وہ اقصیٰ سے اعلم مراد نہیں لے رہے۔

چنانچہ ماہنامہ سوئے ایران پہلی قسط صفحہ ۴۳ آخری دو سطریں پڑھیے۔ یہ الفاظ  
خائن قادری کے اپنے ہیں نہ کہ علامہ ابوعلی کراچی کے۔



اسی طرح صفحہ ۴۵ کی آخری دو سطریں دیکھیے۔ علامہ قرانی مالکی کے حوالے سے لکھا ہے اقضاکم علی اور اعلم بالحلل والحرام معاذ بن جبل میں کوئی تعارض نہیں ہے اور یہاں سے ظاہر ہوا کہ قضا کا اعتماد عقلی دلائل کے غلبہ پر ہوتا ہے اور فتویٰ کا اعتماد عقلی دلائل پر ہوتا ہے۔

اس عبارت نے تو واضح کر دیا کہ معاملہ منہی کا غلبہ اقضیٰ بناتا ہے اور عقلی دلائل کا غلبہ اقضیٰ نہیں بناتا اعلم بالحلل والحرام بناتا ہے کم عقل اور بدنیت مفتی کے لیے ہم یہاں بھی وضاحت کرتے جائیں کہ یہاں ہم جس طرح حضرت معاذ بن جبل سے علم قاضی کی نفی نہیں کر رہے اسی طرح سیدنا علی شیر خدا علیہ السلام سے علم الحلال والحرام کی نفی بھی نہیں کر رہے بلکہ یہاں بات صرف اقضیٰ ہونے پر چل رہی ہے۔

یہ تو تھا خائن صاحب کی اپنی پیش کردہ دو عبارتوں کا حال۔ اب ہم خود بھی علماء کی اس حدیث پر شروع پیش کرتے ہیں جنہیں خائن صاحب نے ازراہ خیانت چھپایا ہے۔

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: قوله اقضاکم علی لا یقتضی انہ القضی من ابی بکر و عمر لانه لم یثبت کونہما من المخاطبین و ان ثبت فلا یلزم من کون واحد القضی من جماعة کونه القضی من کل واحد یعنی لاحتمال التساوی مع بعضهم ولا یلزم من کون واحد القضی ان یکون اعلم من غیرہ یعنی حدیث پاک اقضاکم علی کا یہ تقاضا نہیں ہے کہ آپ ابو بکر و عمر سے بڑے قاضی ہوں، اس لیے کہ ان دونوں کا مخاطبین میں شامل ہونا ثابت نہیں ہے اور اگر ثابت ہو بھی جائے تو کسی کے جماعت سے اقضیٰ ہونے سے اس جماعت کے ہر ہر فرد سے اقضیٰ ہونا لازم نہیں آتا، یعنی ان میں سے بعض کے ساتھ برابری کا احتمال موجود ہے، اور کسی کے سب سے بڑا قاضی ہونے سے اس کا دوسروں کی نسبت بڑا عالم ہونا لازم نہیں آتا (فتاویٰ نووی مرقاة جلد ۱ صفحہ ۳۶۱)۔

ملاحظہ قاری علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں: معناه اعلم باحكام المخصوصة



المحتاجة الى القضاء یعنی حدیث کا معنی یہ ہے کہ آپ ﷺ جھگڑوں کے احکام زیادہ جانتے تھے جن کا جاننا فیصلہ کرنے کے لیے ضروری ہوتا ہے (مرقاۃ جلد ۱۱ صفحہ ۳۶۱)۔

خائن صاحب بتاؤ یہ امام نووی اور ملا علی قاری کون تھے؟ کیا یہ خارجی اور ناموسی تھے یا اہل سنت؟ ان کا دست شفقت ضرب حیدری کے سر پر ہے یا تمہارے سر پر اور تم ان کو خارجی ناموسی کہہ کر خود بد بخت رافضی ہوئے کہ نہیں؟ اگر اپنے پاس جواب نہیں ہے تو اپنے روحانی باپ طاہر القادری سے پوچھ کر بتا دینا؟

چلو ہم تمہیں ایک نئی جہت سے سمجھاتے ہیں۔ علامہ غلام رسول صاحب سعیدی لکھتے ہیں کہ ہمارے نزدیک قاضی بننے کے لیے حلال اور حرام کا علم اور باقی احکام شرعیہ کا علم ضروری نہیں اور مجتہد ہونا بھی ضروری نہیں بلکہ یہ محض مستحبات ہیں (خلاصہ شرح صحیح مسلم جلد ۵ صفحہ ۵۷۷ عنوان اہلیت قضا کی شرائط)۔ شرح صحیح مسلم کی اس جلد پر جناب خائن قادری صاحب نے تقریظ بھی لکھی ہے۔ اب بتائیے آپ نے یہ تقریظ پڑھ کر لکھی تھی یا بغیر پڑھ لکھ دی تھی، ویسے تو آپ لوگوں پر اس بات کا الزام دیتے ہیں۔

اس بات پر بھی غور فرمائیے کہ رسول اعظم ﷺ کی خدمت میں سیدنا علی المرتضیٰ ﷺ نے کس بات کی شکایت کی تھی جس کے جواب میں آپ نے انہیں فیصلہ کر سکنے کی دعا دی تھی؟ کیا مطلق علم کی کمی کی شکایت کی تھی یا علم بالقضاء میں کمی کی اور تشکیک کی شکایت کی تھی؟ اللہم ثبت لسانہ و اھد قلبہ لما شککت فی القضاء (مستدرک ۳/۳۴۶)۔

خائن قادری کی تیسری دلیل :- حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے: ہم نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر تھے کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں سوال کیا گیا حضور ﷺ نے فرمایا حکمت دس حصوں میں تقسیم کی گئی تو نو حصے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو دیے گئے اور ایک حصہ لوگوں کو (حلیۃ الاولیاء)۔ اس حدیث میں آپ کرم اللہ وجہہ کے باطنی علم کے اعتبار سے اعلم ہونے کی طرف اشارہ ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ کی قسم علی بن ابوطالب رضی اللہ عنہ کو نو



دہائیاں (نوے فیصد) علم عطا کیا گیا اور باقی دسویں میں بھی وہ تمہارے شریک ہیں۔  
 اقول :- ابن مسعود رضی اللہ عنہ والی حدیث موضوع ہے۔ علامہ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں یہ حدیث موضوع ہے اور سفیان ثوری کے ذمہ گھڑ کر لگائی گئی ہے، اللہ تعالیٰ رسوا کرے اس شخص کو جس نے اسے گھڑا ہے اور بہتان باندھا ہے اور اسے تراشا ہے **قبح اللہ واضعہ و من افتراه و اختلقه** (البدایہ والنہایہ جلد ۷ صفحہ ۳۲۷)۔ ابن جوزی نے اسے **العلل المتناہیہ** میں بیان کیا ہے (العلل المتناہیہ جلد ۱ صفحہ ۲۳۹)۔

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ کا جو قول آپ نے نقل کیا ہے اس کا جواب ضرب حیدری میں ایک اہم دخل مقدر کے رد کی صورت میں پہلے ہی موجود ہے۔ مزید غور کیجیے تو قارئین کو ضرب حیدری کی معنی خیزی کا اعتراف ہوگا۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ عمر کے جانے سے دس میں سے نو حصے علم رخصت ہو گیا ہے اور عمر کے پاس ایک لمحہ بیٹھ لینا میرے لیے ایک سال کی عبادت سے زیادہ قیمتی تھا (الاستیعاب صفحہ ۵۵۴)۔ جس طرح ابن مسعود کے الفاظ فاروق اعظم کے بارے میں ہیں اسی طرح ابن عباس کے الفاظ مولا علی کے بارے میں ہیں۔ اب ایمان سلامت ہے تو بتاؤ دونوں آثار میں تطبیق کی کیا صورت ہے؟ اے جاہل مفتی سن : یہ دونوں صحابی ان دونوں اللہ کے پیاروں کے اپنے دور کے اعتبار سے بات کر رہے ہیں۔ ابن مسعود کا قول فاروق اعظم کو صدیق اکبر سے علم نہیں بناتا بلکہ صدیق کے علاوہ باقی صحابہ سے علم ثابت کرتا ہے۔ بالکل اسی طرح ابن عباس کا قول علی المرتضیٰ کو شیخین سے علم نہیں بناتا بلکہ شیخین کے علاوہ یا خلفائے ثلاثہ کے علاوہ دیگر صحابہ پر علم ثابت کرتا ہے۔ رضی اللہ عنہم

اسی طرح کا ایک اور قول ضرب حیدری میں مستدرک کے حوالے سے موجود ہے۔ ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اگر ترازو کے ایک پلڑے میں تمام لوگوں کا علم ہو اور دوسرے پلڑے میں عمر کا علم ہو تو عمر کا پلڑا بھاری ہے (مستدرک حاکم جلد ۳ صفحہ ۳۰۱، ضرب حیدری صفحہ ۱۱ طبع اول)۔ یہ حدیث صحیح ہے اور ذہبی نے اس کی تصدیق کی ہے۔



ابن مسعود والی اس حدیث کا بھی یہی مطلب ہے کہ فاروق اعظم، صدیق اکبر کے علاوہ سب سے اعلم ہیں۔ اور جابل مفتی خائن نے اس حدیث کے نقل کرنے پر صاحب ضرب حیدری کو فاروقی علم کو صدیقی علم سے بڑھا دینے کا الزام دیا۔ حالانکہ ضرب حیدری میں یہ حدیث فاروق اعظم کی کسی ایک صحابی پر بھی اعلیت ثابت کرنے کی غرض سے نہیں لکھی گئی تھی بلکہ فاروق اعظم کے باب العلم ہونے کا اثبات کرنے کی غرض سے لکھی گئی تھی مگر نیت بد نے اور دیانت سے دوری نے کچھ اور ہی مفہوم پہنا دیا۔ یہ مفتی اتنا جابل ہے کہ ہو سکتا ہے اسے ہماری اوپر کی دوسطروں میں ہی تضاد نظر آنے لگے۔

(۱)۔ فاروق اعظم صدیق اکبر کے علاوہ سب سے اعلم ہیں۔

(۲)۔ یہ حدیث ہم نے اعلیت ثابت کرنے کی غرض سے نہیں لکھی۔

خائن قادری کی چوتھی دلیل :- ایک اور حدیث شریف ملاحظہ ہو : خدا کی قسم میں رسول اللہ ﷺ کا بھائی، آپ کا ولی اور وارث ہوں اور آپ کا چچا زاد ہوں تو پھر آپ ﷺ کا حقدار مجھ سے زیادہ کون ہے؟ (السنن الکبریٰ ۷/۴۳۱، مستدرک ۴/۹۶)۔

دوسری حدیث میں ہے کہ علماء انبیاء کرام علیہم السلام کے وارث ہیں (ترمذی)۔ تیسری حدیث میں ہے کہ اے ابوالحسن ﷺ تم کو علم مبارک ہو تم علم سے خوب سیراب ہوئے اور اسے خوب لوٹا (ابن عساکر)۔

اقول :- آپ نے پہلی حدیث آدمی قتل کی ہے۔ اسکے شروع میں یہ الفاظ تھے : کسان علی یقول فی حیاة رسول اللہ ﷺ ان اللہ یقول : ان مات او قتل لا نقبلکم علی اعقابکم واللہ لا نقبل علی اعقابنا بعد اذ ہدانا اللہ واللہ لئن مات او قتل لا قاتلن علی ما قاتل علیہ حتی اموت واللہ الی لاخوہ الخ یعنی سیدنا علی المرتضیٰ ﷺ رسول اللہ ﷺ کی حیات میں فرمایا کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ (اگر آپ وفات پا جائیں یا شہید کر دیے جائیں تو کیا تم لوگ اٹے پاؤں پھر جاؤ گے؟) اللہ کی قسم ہم اللہ کی طرف سے ہدایت ملنے کے بعد اٹے پاؤں نہیں پھریں گے بلکہ اگر آپ وصال فرما



جائیں یا شہید کر دیے جائیں تو میں اس کی خاطر جنگ کروں گا جس کی خاطر آپ نے جنگ فرمائی حتیٰ کہ میں شہید ہو جاؤں گا اللہ کی قسم میں آپ کا بھائی ہوں۔

پوری حدیث پڑھنے سے بات کھل کر سامنے آ گئی کہ ہمارے آقا علی المرتضیٰ علیہ السلام عدم انقلاب اور دین کی خاطر قتال کی بات فرما رہے ہیں لا قتالین علی ما قاتل علیہ نہ کہ علمی وراثت کی۔ اب پڑھو لَعْنَةُ اللَّهِ عَلَى مَنْ خَانَ مُحَمَّدًا ﷺ۔

ہم خائن صاحب سے ایک واجب سوال پوچھتے ہیں کیا آج تک کسی عالم دین نے اس مذکورہ حدیث سے مولا علی کی اعلیت پر استدلال کیا ہے؟

خائن قادری کی آخری دلیل :- حضور ﷺ نے فرمایا علی قرآن کے ساتھ ہے اور قرآن علی کے ساتھ ہے (صواعق محرقہ، مستدرک جلد ۴ صفحہ ۹۳)۔

علی علیہ السلام حق کے ساتھ اور حق علی کے ساتھ ہے (مجمع الزوائد)۔ نواب صدیق حسن لکھتے ہیں اس حدیث میں حضرت علی علیہ السلام کی فضیلت ہے اور اس سے بڑھ کر کون سی فضیلت ہوگی کہ حق اور قرآن اس کے ساتھ ہیں۔

اقول :- جہالت کی حد ہو گئی اور اگر سوئے ایران کے قاریوں کا بھی یہی حال ہے اور وہ اس حماقت کو نہیں سمجھے تو انا للہ وانا الیہ راجعون۔ خدا کے بندے قرآن کی معیت سے محض علم و حقانیت ثابت ہوئی نہ کہ اعلیت۔ کیا اس حدیث کا یہ مطلب ہے کہ قرآن علی کے ساتھ اور اس کے علاوہ کسی کے ساتھ نہیں؟ جو صحابہ قرآن کو جمع کر رہے ہیں (بخاری) اور جو دوسروں کو پڑھا رہے ہیں (بخاری)۔ ان کی تفسیر پر نبی کریم ﷺ راضی ہیں (مستدرک)۔ بلکہ عمر فاروق کی مرضی کے مطابق قرآن نازل ہوتا رہا (بخاری، مسلم)۔ کیا یہ سب لوگ قرآن سے جدا تھے؟

خدا جب عقل لیتا ہے حماقت آ ہی جاتی ہے

یہ روافض کا شعار بن چکا ہے کہ احادیث میں مفہوم مخالف لے کر اپنا ایمان تباہ کر لیا ہے۔ یہی معاملہ اس حدیث پاک کا بھی ہے کہ حق علی کے ساتھ اور علی حق کے ساتھ۔



ارے ظالم یہاں تجھے فاروق اعظم کی شان میں یہ حدیث نظر نہیں آئی کہ ان کی زبان اور قلب پر حق جاری ہے ان اللہ جعل الحق علی لسان عمر و قلبہ (ترمذی)۔ باطل اس کے قریب کیا آتا اسے دیکھ کر شیطان بھاگ جاتا ہے (بخاری مسلم)۔ وہ اس امت کا محدث ہے (بخاری، مسلم)۔ جس کی زبان پر فرشتے بولتے ہیں (طبرانی اوسط)۔ جس کی آنکھوں کے درمیان فرشتہ اس کو سیدھا چلاتا ہے (طبرانی کبیر)۔

اب تم جاہل اتنے ہو کہ ہمارے ان دلائل سے تم اعلیٰست فاروق اعظم سمجھ بیٹھو گے۔ حالانکہ ہم صرف قرآن کی معیت اور حق کی معیت کی بات کر رہے ہیں۔ ضرب حیدری کے ساتھ تم یہی معاملہ کرتے رہے ہو۔

جہاں تک نواب صدیق حسن خان کی بات کا تعلق ہے تو وہ سیدنا علی کریم علیہ السلام کی عظیم فضیلت ثابت کر رہے ہیں اور آپ علیہ السلام کے فضائل سے کس بد بخت کو انکار ہوگا؟ خائن صاحب کے سر پر عجیب بد نصیبی سوار ہے کہ جھٹ سے دوسروں کو فضائل علی کا منکر سمجھنے لگتے ہیں۔ ان کی دوسری بد نصیبی یہ ہے کہ فضیلت کو وہاں بیان کرتے ہیں جہاں افضلیت کو بیان کرنا ہوتا ہے۔ یہ بھی سن لیجیے کہ آپ حسب سابق ایک غیر مجلد کی گود میں جا کر بیٹھے ہیں۔ گویا آپ پوری امت آپ کا ساتھ نہیں دے رہی اگر حوالہ دیا ہے تو ایک غیر مقلد کا اور وہ حوالہ بھی ایسا جو ہمیں مضر نہیں۔

تیسری قسط میں آنجناب نے ایک حدیث فردوس الاخبار کے حوالے سے نقل کی ہے کہ: اعلم امتی بعدی علی ابن ابی طالب۔ اور اس حدیث کی روشنی میں آپ علیہ السلام کی اعلیٰست کو اپنی دانست میں پایہ ثبوت کو پہنچا دیا ہے۔

بخاری اور مسلم کے مقابلہ پر فردوس سے حدیث لانا ایک الگ بات۔ مگر فردوس کی یہ حدیث بھی موضوع ہے، بلکہ اس کی سند تک موجود نہیں اور صاحب فردوس نے بھی بغیر سند کے نقل کی ہے۔ ملاحظہ ہو فردوس حدیث نمبر: ۱۴۹۴۔



## اعلیٰ صدیق اکبر پر علمائے اہل سنت کے دلائل

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: **وسيجنبها الاتقي** اسکے تحت اہل حضرت علیہ الرحمۃ نے لکھا ہے کہ صدیق اکبر ؓ عرف باللہ ہیں (الزلال الاتقی صفحہ ۶۵ فتاویٰ رضویہ جلد ۲۸)۔

سیدنا ابوسعید خدری ؓ فرماتے ہیں: کان ابو بکر اعلمنا یعنی ابو بکر ہم سب سے زیادہ علم والے تھے (بخاری حدیث نمبر ۶۷۷)۔ اس حدیث میں علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ نے مطلق اعلم ہونا بھی مراد لیا ہے اور مزاج محبوب ؓ کا اعلم ہونا بھی مراد لیا ہے اور دونوں باتیں روافض کے لیے مصیبت ہیں۔ مطلق اعلم ہونا بھی عظیم بات ہے مگر مزاج نبی سے آگاہ ہونا اس سے بھی بڑی بات ہے۔

امامت والی حدیث (بخاری حدیث نمبر ۶۷۸) کے تحت علماء نے صدیق اکبر کو اعلم لکھا ہے (ابوالحسن اشعری، ابن کثیر البدایہ والنہایہ جلد ۵ صفحہ ۲۵۷، عمدۃ القاری جلد ۵ صفحہ ۲۰۵)۔

اس کے علاوہ علماء نے اعلیٰ صدیق پر ان کے وصال محبوب پر دیے گئے خطبے (بخاری)، مرتدین کے خلاف قتال (بخاری)، حضور ؐ کے دور میں فتویٰ دینے، حضور ؐ کے وصال کے موقع پر وہ حدیثیں سامنے لانا جو کسی صحابی کے پاس نہ تھیں، خوابوں کی تعبیر میں اعلم ہونا اور علم الانساب میں اعلم ہونا وغیرہ سے استدلال کیا ہے۔ یہ استدلال نہ فضل رسول کا ذاتی ہے نہ غلام رسول قاسمی کے گھر کا ہے بلکہ اس کی تفصیل کتب میں دیکھی جاسکتی ہے مثلاً (تاریخ الخلفاء، صواعق محرقہ، تہذیب الاسماء للنووی)۔

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: ابو بکر صدیق ؓ کی شہرت خلافت میں ہے مگر آپ کی اصل فضیلت وہ ہرگز ہے جو ان کے سینے میں سجا دیا گیا تھا۔ اور عمر ؓ کی شہرت سیاست میں ہے مگر انکی اصل فضیلت وہ علم ہے جسکے دس میں سے نو حصے انکی وفات کے ساتھ فوت ہو گئے اور ان کا اللہ عزوجل کا قرب حاصل کرنے کا قصد فرمانا، انکی ولایت، ان



کا عدل اور ان کی شفقت علی الخلق، اور یہ ایک امر باطن ہے جو عمر کا راز تھا وہو امر باطن فی سورہ (احیاء العلوم صفحہ ۳۵)۔

اب ہم شیخ المنہاج کے پسندیدہ عالم ابن تیمیہ سے بھی تائید کروائے دیتے ہیں، گویا یہ مسلمات خصم سے ہے۔ لکھتے ہیں: حضرت علی کی نسبت ابو بکر و عمر کتاب و سنت کا زیادہ علم رکھتے تھے بل ہما کانا اعلم بالکتاب والسنة منه (منہاج السنۃ جلد ۳ صفحہ ۲۷)۔

اگر یہ تمام احادیث و آثار غلط ہیں اور ان سے استدلال کرنے والی امت غلط ہے تو پھر تمہیں تمہاری رافضیت مبارک اور ہمارا یہ اعلان پروان کہ الا لعنة الله علی من خان محمد ﷺ۔

حضرت علامہ سید محمود احمد رضوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: سیدنا صدیق اکبر ﷺ تمام صحابہ کرام میں افضل و اعلم تھے۔ اسی لیے حضور نے امامت کے لیے ان کا انتخاب کیا (فیوض الباری جلد ۲ صفحہ ۳۱۵)۔

علامہ غلام رسول صاحب سعیدی لکھتے ہیں: حضرت ابو بکر صدیق تمام صحابہ میں سب سے زیادہ اعلم اور افضل تھے (نعمۃ الباری جلد ۲ صفحہ ۵۵۵)۔

علامہ جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ نے پوری فصل قائم کی ہے کہ: فصل فی انه اعلم الصحابة و اذکاهم یعنی فصل اس بارے میں کہ ابو بکر تمام صحابہ سے علم والے اور سب سے افضل ہیں (تاریخ الخلفاء صفحہ ۳۴)۔ اس عنوان کے تحت امام سیوطی نے دلائل کے دریا بہا دیے ہیں۔

علامہ ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: هو اعلم الصحابة علی الاطلاق یعنی ابو بکر صدیق علی الاطلاق تمام صحابہ سے زیادہ علم رکھتے ہیں (صواعق محرقة صفحہ ۳۳)۔

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: اگر کوئی شخصیت باب علم ہو تو اس سے یہ کب لازم آتا ہے کہ وہی صاحب ریاست و عامہ بلا فصل ہو، اس کا زیادہ سے زیادہ مطلب یہی ہے کہ اس میں امامت کی شرائط میں سے ایک شرط بوجہ



اتم متحقق ہے، ایک شرط کے پائے جانے سے شروط کا پایا جانا ضروری نہیں ہوتا، باوجود اس کے کہ وہی شرط یا اس سے بھی بڑھ کر وہ شرط دوسرے لوگوں میں بھی پائی جا رہی ہو جو دوسری روایات سے ثابت ہو یا وصف آن کہہ آں شرط یا زیادہ از آں شرط در دیگران مبرہروایت دیگران ثابت شدہ باشد (تحفہ اثنا عشریہ صفحہ ۲۱۲ سہیل اکیڈمی لاہور)۔

امام اہل سنت شاہ احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: احادیث و آثار سے ثابت کہ جناب شیخین رضی اللہ عنہما کے برابر صحابہ میں کسی کو علم نہ تھا بلکہ اعلیٰ صدیق تو قرآن عزیز سے ثابت (مطلع القمرین صفحہ ۱۰۸ اقلیمی)۔

بول اوئے رافضی! یہ سب لوگ کون تھے؟ ان سب کے اوپر تمہارا کیا فتویٰ ہے؟ یا تو تمہیں انکے بارے میں بھی وہی لفظ بکنا پڑیں گے جو صاحب ضرب حیدری کے حق میں بولے ہیں، یا پھر صاحب ضرب حیدری کے حق میں جو کچھ الاپا ہے اس سے توبہ کرنی پڑے گی۔

### سوئے ایران کا عقیدہ رافضیوں والا ہے

اب فقیر نے یہ چوری پکڑنی ہے کہ علم الاسرار کے اعتبار سے باب العلم ہونا آپ ہی کا خاصہ ہے لہذا بلا تفریق کسی بھی امتی کو علم الاسرار اس دروازے کے علاوہ حاصل نہیں ہو سکتا تو کیا یہ عقیدہ مسلمانوں (یعنی اہل سنت) کا ہے یا رافضیوں کا۔ ہاں تو یہ عقیدہ رافضیوں کا ہے مسلمانوں کا یہ عقیدہ نہیں ہے۔ دلیل سنیہ، شارح مشکوٰۃ امام طیبی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

لعل الشيعة تلتمسك بهذا التمثيل ان اخذ العلم والحكمة منه

مختص به لا يتجاوز الى غيره الا بواسطة الله لان الدار انما يدخل من بابها امام طیبی علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ ہو سکتا ہے کہ شیعہ مدعیہ العلم اور باب العلم والی اس تمثیل سے دلیل پکڑیں کہ حضور ﷺ سے علم و حکمت حاصل کرنا یہ حضرت علی ﷺ کے ساتھ خاص ہے، آپ ﷺ کے واسطے کے علاوہ کسی کی طرف تجاوز نہ کرے گا کیونکہ دار میں



دروازے ہی سے داخل ہوا جاسکتا ہے (شرح الطحاوی علی مشکوٰۃ المصابیح جلد ۱۱ صفحہ ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱) شرح مشکوٰۃ جلد ۱۱ صفحہ ۳۳۵، ۳۳۶۔

واہ رے مدعی سنیہ! سوئے حجاز کے مضمون نگار کی بوکھلاہٹ یا رافضیانہ ہنر کاری کہ دھوٹی کیا سنیہ کا اور تائید رافضیت کی۔ اب بتائیں کہ رافضی مذہب کی ترجمانی کرنے کے بعد جناب سنی رہے یا رافضی؟ کیونکہ حد فاصل تو یہی ہے کہ آدی رافضیت کا ترجمان ہے یا اہل سنت کا آپ تو کہہ رہے تھے کہ ضرب حیدری اور خارجیت میں حد فاصل کچھ بڑا مشکل ہو گیا ہے، جبکہ آپ نے اہل سنت اور اپنے درمیان حد فاصل کھینچ کر خود کو خالص رافضی ثابت کر دیا ہے۔ بلکہ بقول طبری رافضی تو شاید اس حدیث سے استدلال پکڑیں جبکہ تم رافضیوں سے بھی بڑھ گئے اور شاید کو یقیناً میں بدل دیا۔ اگر کوئی رافضیت کا ترجمان ہزار دھوٹی کرے کہ میں تو سنی ہوں کون بھولا ہے کہ اس کے دھوکے میں آئے۔ کیوں کہ آپ بھی اپنے شیخ کے اشاروں پہ چل رہے ہیں۔ معلوم ہوا کہ منہاجی تو آدے کا آدایں بگڑا ہوا ہے۔ ساری ڈھن گندی اے۔ بڑے میاں تو بڑے میاں چھوٹے میاں سبحان اللہ۔

یہاں ہم ایک اہم سوال واجب الجواب اٹھانے کا حق رکھتے ہیں۔ ہم نے ثابت کر دیا کہ تمام صحابہ کرام علیہم الرضوان علم کے دروازے ہیں اور یہی سنی عقیدہ ہے۔ صحابہ کو علم کے دروازے نہ ماننے سے ہی صحابہ کو گالیوں کا دروازہ کھلتا ہے۔ باب العلم کے اختصام کا عقیدہ روافض کا عقیدہ ہے۔ سوال یہ ہے کہ کیا آپ بھی دکھا سکتے ہیں کہ کسی سنی عالم نے لکھا ہو کہ سیدنا علی المرتضیٰ کا یہ خاصہ نہ ماننے والا خارجی نامی ہے؟

نہ خنجر اٹھے گا نہ تلواریں سے یہ ہاز و میرے آزمائے ہوئے ہیں  
اے میرے رب کریم اپنی پناہ میں رکھ اور اپنے محبوب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے  
غلاموں کے دامن سے وابستہ رکھ۔ آمین!

ویسے اس رافضی استدلال کا جواب بھی امام نے بڑے خوبصورت انداز میں



دیا اور رافضیوں اور تقفیلیوں کے منہ پر طمانچہ رسید فرمایا ہے، آپ بھی سنیں اور لطف اندوز ہونے کے ساتھ ساتھ ان بے باک اور بے حیاؤں کا منہ بند کرنے کی دلیل بھی حفظ فرمائیں۔ فرمایا:

ولا حجة لهم فيه اذ ليس دار الجنة باوسع من دار الحكمة ولها  
ثمالية ابواب سبحان الله کہ رافضیوں اور شیعوں کے لیے اس میں کوئی دلیل نہیں ہے  
کیونکہ دارالبعث دارالحکمت سے وسیع نہیں بلکہ چھوٹا ہے اور اسکے دروازے آٹھ ہیں تو جو  
دار جنت سے وسیع تر ہے کیا اس کا دروازہ ایک کیوں ہے؟ (شرح الطیسی جلد ۱۱ صفحہ ۲۶۹،  
مرقاۃ جلد ۱۱ صفحہ ۲۳۶)۔

اس کا مطلب یہ ہے کہ دارالحکمت سرکارِ اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ اقدس ہے اور یہ دارالحکمت وسیع تر ہے دارالبعثت سے۔ جنت کو اس سے کیا نسبت؟ تو جنت کے دروازے آٹھ ہیں تو دارالحکمت کے دروازے جنت کے دروازوں سے زیادہ ہونے چاہئیں۔ اسی لیے اس دارالحکمت کے ہزاروں لاکھوں دروازے ہیں الحمد للہ۔

حضرت علامہ عبدالعزیز پرہاروی علیہ الرحمہ نے بھی لکھا ہے کہ : یہ شیعہ کا عقیدہ ہے کہ حضرت علی ؑ طریقت کے علم میں تمام صحابہ سے اعلم تھے اور اسی لیے تمام سلسلے آپ تک پہنچتے ہیں قول بعض المتشيعة غير الفلاة ان عليا اعلم بعلم الطريقة الخ (مراۃ الکلام صفحہ ۴۷)۔

ذرا بتاؤ کہ آپ لوگوں کے عقائد کو رافضیانہ عقائد کس نے کہا؟ طیبی اور ملا علی قاری اور علامہ پرہاروی نے نہ کہ صاحبِ ضربِ حیدری نے اپنی طرف سے۔ یہ بھی بتانا پڑے گا کہ دوسرے صحابہ کو علم کے دروازے ماننا بقول آپ کے اگر دوسری انتہا ہے تو یہ انتہا کس نے کی ہے؟ شیخِ محقق نے، ملا علی قاری نے، میر عبد الواحد نے، شرف قادری نے قرآن و سنت نے اور پوری امت نے بلکہ ایک وقت تھا کہ خود خائن قادری نے احمدیہ



اللمعات کے ترجمے میں یہی انتہا بیان کی تھی۔ کیا قرآن و سنت اور مذکورہ بالا شخصیات بلکہ خود خائن صاحب مولا علی کے بارے میں انقباض کا شکار ہیں؟ صاحب ضرب حیدری پر برسنے سے پہلے ان باتوں کا جواب دینا ہوگا ورنہ منہ پر لگے گی۔

## سوئے ایران کی بدتمیزی اور گستاخی

شیخ محقق، ملا علی قاری اور دیگر علماء نے تمام صحابہ کو علم کے دروازے قرار دیا ہے مگر سوئے ایران نے ضرب حیدری کی ضد میں آ کر یہاں تک لکھ دیا ہے کہ: شہر علم میں چور دروازے بتانے کی سعی نامشکور سے باز آ جائیں (پہلی قسط صفحہ ۶۴)۔ تمام صحابہ کو چور دروازے کہنا صحابہ پر تمرا ہے اور خائن صاحب پر لازم ہے کہ اس بکو اس سے توبہ کریں۔

دوسری بات یہ ہے کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان میں سے کسی کے علم و فضل میں کوئی شک نہیں لیکن جہاں تک اعلیت کا تعلق ہے۔ سوئے ایران اس موضوع پر تحقیق کی حد تک امت سے اختلاف کر لیتا ذہم تحقیق کا جواب محض تحقیق سے دیتے بات ختم۔ لیکن سوئے ایران نے اعلیت اور باب العلم ہونے کو مولا علی کا خاصہ قرار دیا اور اس کا انکار مولا علی کا بغض ٹھہرایا۔ اگر یہی بغض کا معیار ہے تو پھر سن لو کہ اعلم الصحابہ ہونا صدیق اکبر کا خاصہ ہے اور اس خاصہ کا منکر آپ کے اپنے اصول کے مطابق یقیناً صدیق اکبر کا بغض ہوگا۔ خائن صاحب دوسروں کو بغض کہتے کہتے خود صدیق اکبر کے دشمن لکھے اور چاند پر تھوکا منہ پر آیا۔ اہم بات یہ ہے کہ یہ مسلم ہے کہ حضور ﷺ سید الانبیاء امام المرسلین افضل الاولین

والآخرین ہیں اور آپ کی امت خیر الامم ہے۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علی نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے براہ راست نقباء و نجباء یعنی صاحب اسرار تو بارہ ہوں اور سید الانبیاء علی نبینا علیہم الصلوٰۃ والسلام کا صاحب اسرار صرف ایک ہو باقی جس نے اسرار سیکھنے ہوں اس دروازے سے سیکھے۔ اور یہ کس طرح ہو سکتا ہے کہ جس امت کے سر پر خیر الامم کا تاج رکھا گیا ہے اس امت کے سر تاج ﷺ کا براہ راست صاحب اسرار صرف ایک اور باقی معاذ اللہ



تمام کے تمام نا اہل ٹھہریں اور عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی امت سے بارہ اس قابل ہوں کہ ان کو صاحب اسرار بنا دیا جائے۔ یقیناً خیر الامم کے صاحب اسرار بہت زیادہ ہیں یا کم از کم بارہ تو ہونے چاہیں۔ گویا خائن صاحب کی تحقیق سے اس امت کے خیر لمتہ ہونے اور نبی معظم ﷺ کے خیر الانبیاء ہونے کا انکار لازم آتا ہے۔

ہے سوچنے کی بات اسے بار بار سوچ۔ هذا منسح لی فی هذا المقام من

فیض القدير بعناية سیدی و مندی و مولائی صلی اللہ علیہ وسلم۔

فقیر کو سوئے حجاز کے مضمون نگار سے انصاف و دیانت کی توقع تو کم ہے کہ جو اپنا دین و ایمان رافضیوں کو دے بیٹھے اس سے انصاف کی کیا توقع ہے۔ ہاں اتنا ضرور کہوں گا کہ آپ نے حدیث مدنیہ العلم کو بطور بنیاد ذکر کیا کہ باب العلم ہونا آپ ﷺ کا خاصہ ہے اس سے پتہ چلا کہ آپ مطلقاً علم الصحابہ ہیں اگرچہ خلفاء ثلاثہ ہی کیوں نہ ہوں اور اس بنیاد پر عمارت تعمیر کی اور رافضیوں اور تفصیلیوں کا نظریہ اپنا کر اپنا منہ کالا کیا ہے۔ تو اس محل کی بنیاد تو جڑ ہی سے اکھڑ گئی اور آپ کی ساری عمارت دھڑام سے زمین بوس ہو گئی لہذا اب مزید مکالمے کو صفحے کا لے نہ کریں سکون آرام سے تشریف رکھیں کیونکہ ضرب حیدری کا جواب دینا آپ کے بس کا روگ نہیں ہے واللہ تعالیٰ اعلم۔

جناب مدیر سوئے ایران سے گزارش ہے کہ آپ کا دعویٰ اور اسکے اثبات میں جو پانچ حدیثیں آپ نے بطور دلیل دعویٰ ذکر فرمائی ہیں کیا یہ دلیلیں آپ کے دعوے کی مثبت ہیں اور ان سے آپ کا دعویٰ ثابت ہو جائے گا ہرگز ہرگز نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ دعویٰ تو یہ ہے کہ علم الاسرار کے اعتبار سے باب العلم ہونا یہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے خاص ہے اور یقیناً محل اختلاف بھی یہی ہے۔ مسلمانان اہل سنت کا موقف یہ ہے کہ یہ آپ کا خاصہ نہیں ہے اور قطعی طور پر یہ اختلاف نہیں کہ حضرت مولا علی رضی اللہ عنہ کثیر العلم ہیں یا نہیں۔ کیونکہ الحمد للہ اہل سنت و جماعت کا یہی عقیدہ ہے کہ آپ کو علم نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے حظ وافر اور کثیر علم عطا ہوا



اور آپ اعلم من بعض الصحابہ ہیں خاص کر شیخین رضی اللہ عنہما کی نسبت سے آپ اعلم نہیں ہیں۔ مگر اس میں بھی آپ کو اختلاف ہے۔ آپ کا دوسرا دعویٰ ہے کہ آپ ﷺ مطلقاً تمام صحابہ سے اعلم ہیں خواہ شیخین رضی اللہ عنہما ہی کیوں نہ ہوں۔

آپ کا پہلا دعویٰ خاص ہے (یعنی صرف علم الاسرار کے اعتبار سے باب مدینہ العلم ہونا) اگر جناب کو علم و فن سے کچھ بھی واقفیت ہوتی اور فن و اصول کی ابتدائی کتب سے بھی مس ہوتا تو ہرگز آپ اپنا وقت ضائع نہ کرتے اور نہ ہی تمیں مار خان بننے کی کوشش کرتے، کیونکہ یہ سب دلیلیں عام ہیں اور خاص دعویٰ دلیل عام سے ثابت نہیں ہوتا۔ تو فرمائیے کہ دعویٰ ہے علم الاسرار کے اعتبار سے خاصہ کا اور بعض حدیثیں آپ کے کثیر العلم ہونے پر دلالت کرتی ہیں۔ خواہ وہ علم الاسرار ہو یا ظاہر شرع کا علم تو ان حدیثوں کو آپ کے دعوے سے دور کا بھی واسطہ نہیں ہے تو یہ خاصہ ان سے کیسے ثابت ہوگا کیونکہ عام جس طرح خاص میں تحقق پذیر ہوتا ہے اس کے علاوہ بھی اس کا وجود پایا جانا ممکن ہے۔ تو مطلقاً علم ہونے سے علم الاسرار کا خاصہ ہونا کیسے ثابت ہوا؟ حیرانی تو یہ ہے کہ جس مفتی صاحب کو یہ بھی معلوم نہیں کہ کس قسم کے دعوے کے اثبات کے لیے کون سی دلیل چاہیے۔ وہ بیٹھا ہے ضرب حیدری کا جواب لکھنے۔ یہ یاد رہے کہ :

جنگ کھینچ نہیں ہوئی زنائیاں دی۔

اس کی مثال یوں سمجھئے کہ آپ دعویٰ کریں کہ کوئی شخص بڑا جری اور بہادر ہے اور دلیل پوچھی جائے تو آپ کہیں کہ وہ بڑا اچھا سوار ہے۔ تو فرمائیے کہ کیا اچھا سوار ہونے سے کسی کا بہادر ہونا ثابت ہو جائے گا۔ یا یوں سمجھئے کہ ایک آدمی دعویٰ کرے کہ زید آیا ہے اسے کہا جائے کہ آپ کے پاس کیا دلیل ہے تو وہ کہہ دے کہ کوئی مرد آیا ہے تو کیا زید کا آنا ثابت ہو جائے گا؟ ہرگز ثابت نہیں ہو سکتا۔ یہ تو تب ثابت ہوتا ہے کہ مرد صرف زید ہی ہوتا۔ جب زید کے علاوہ بھی ہزاروں مرد موجود ہیں تو زید کا آنا اس طرح کی دلیل دینے سے



ثابت نہ ہوگا۔ الیس منکم رجل رشید۔

آپ نے حضرت معقل بن یسار ؓ کی روایت پیش کی ہے جو اس تحریر میں بھی مذکور ہے اس میں سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی لختِ جگر حضرت خاتونِ جنت کو تسلی دیتے ہوئے فرمایا کہ کیا تم اس پر راضی نہیں کہ تمہارا زوج ان سے اسلام میں مقدم ہے اور علم کے اعتبار سے ان سے اکثر ہے اور حلم و حوصلہ کے اعتبار سے ان سے عظیم ہے۔

تو آپ کو تسلیم کرنا پڑے گا کہ یہ حدیث عام مخصوص البعض ہے اور اسکی دلیل سرکارِ ؐ کا حضرت علی ؓ کو اسلام میں مقدم فرمانا ہے۔ ایمان سے کہیے کہ کیا حضرت علی ؓ ایمان لانے میں مطلقاً سب سے مقدم ہیں۔ یا بعض صحابہ کرام کی نسبت سے مقدم ہیں۔ اگر اقدم فی السلم ہونا بچوں کے اعتبار سے ہے تو پھر اکثر فی العلم ہونا قضا کے اعتبار سے کیوں نہیں ہو سکتا یا اکثر صحابہ کی نسبت سے کیوں نہیں ہو سکتا؟ اسی لیے تو کسی محدث نے ان روایات کو حضرت علی ؓ کے علم ہونے کی دلیلیں تسلیم نہیں کیا بلکہ آپ کے کثیر العلم ہونے کی دلیلیں قرار دیا ہے۔

اگر آپ غور فرمائیں تو علم الاصول کے اعتبار سے بھی آپ کی یہ دلیلیں آپ کے دعوے کی مثبت نہیں کیونکہ علم اصول میں یہ کلیہ بیان کیا گیا ہے کہ مطلق اپنے اطلاق پر ہوتا ہے اور مقید مع التقید۔ امر مطلق کے وجود و تحقق سے مقید کا تحقق ہونا ضروری نہیں ہوتا۔

تو جناب کا دعویٰ تو یہ ہے کہ مطلق علم آپ کا خاصہ نہیں بلکہ وہ علم جو مقید بالاسرار ہے وہ حضرت علی ؓ کا خاصہ ہے اور جو احادیث جناب نے پیش فرمائی ہیں ان سے مطلق علم ثابت ہوتا ہے اور مطلق کے ثابت ہونے سے مقید کیسے ثابت ہو سکتا ہے؟ ہاں اب رہا انکم ان کنتم صادقین۔ افسوس تو یہ ہے کہ جس علامہ صاحب کو علم اصول کے ابتدائی قواعد کی تمیز نہیں ہے اور نہ یہ کہ دعوے اور دلیل کا آپس میں کیا ربط اور تعلق ہوتا ہے وہ ضربِ حیدری کا جواب لکھنے بیٹھا ہے۔



گر ہمیں مکتب و ہمیں ملا کارِ مطلقاں تمام خواہد شد

ترجمہ: اگر یہی مکتب ہے اور یہی ملا ہے تو بچوں کا کام مکمل ہوتا رہے گا۔

طرفہ تماشا تو یہ ہے کہ دعویٰ تو ہے کہ علم الاسرار حضرت کرم اللہ وجہہ الکریم کا خاصہ ہے اور اس کے اثبات کے لیے دلیل لائے کہ انہ اقضا کم کہ سرکارِ دو عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آپ کے متعلق فرمایا کہ بے شک علی علیہ السلام سب سے بڑے قاضی ہیں کیا علم قضا علم الاسرار سے تعلق رکھتا ہے؟ کسی جاہل مجنون اندھے سے پوچھیے کہ علم قضا علم ظاہر ہے یا علم الاسرار سے ہے تو وہ بھی فوراً کہے گا کہ علم ظاہر ہے۔ تو قضا چونکہ فیصلے کی قوت کا نام ہے تو کیا جھگڑنے والے علم الاسرار میں جھگڑا کرتے ہیں؟ ان کا جھگڑا تو معاملات اور حقوق میں ہوتا ہے۔

یقیناً علم قضا کا علم الاسرار سے نہ ہونا یہ اجلی بدیہات سے ہے کہ جاہل و مجنون کو بھی معلوم ہے اور جناب اس سے غافل ہیں۔ تو یہ علم الاسرار کی خصوصیت کی دلیل کیسے ہو گیا؟ اس کو علم الاسرار کی دلیل بنانا جہالت اور عدم عقل کا اعتراف کرنا ہے۔ جو آدمی علم سے پیدل اور جاہل ہو وہ علمیت کے زعم میں مبتلا ہو تو یہی تو جہل مرکب ہے تو گویا آپ جہل مرکب کی بیماری میں بھی مبتلا ہیں۔ اعلیٰ حضرت عظیم البرکت حضرت امام احمد رضا علیہ السلام نے اسی لیے فرمایا تھا کہ: ”جہالت بھی کیا بد بلا ہے خصوصاً مرکب کہ لا دوا ہے۔“

تو رسالہ سوئے ایران کا مدیر خلیل الرحمن صاحب یا وہ پردہ نشیں عقل کی آنکھ پر مکابرے کی پٹی باندھ کر بیٹھا ہے، جاہل و بے عقل اپنا دعویٰ تو دیکھ کہ تم نے دعویٰ کیا باندھا ہے ماشاء اللہ جتنی دلیلیں ذکر فرمائی ہیں ان میں ایک بھی ایسی نہیں جس میں علم الاسرار کی طرف اشارہ بھی ہو۔



## سوئے ایران میں خیانتوں کے انبار

اہل انصاف سے گزارش ہے کہ ضرب حیدری میں اعلیت صدیق اور عدم اختصاص بابیت دوا لگ الگ بحثیں موجود ہیں۔ صفحہ ۱۰۸ سے لے کر صفحہ ۱۰۹ تک اعلیت صدیق چلتی ہے اور اس سے آگے صفحہ نمبر ۱۱۰ سے لے کر صفحہ ۱۱۱ تک مسلسل عدم اختصاص کی بحث چلتی ہے۔ ضرب حیدری میں جن صحابہ کو اقرأ، اعلم بالحلل والحرام، افرض، صاحب السر لکھا ہے۔ انہیں اعلم ثابت کرنے کے لیے نہیں بلکہ باب العلم ثابت کرنے کے لیے لکھا ہے۔

عدم اختصاص کے دلائل کو باقی صحابہ کی اعلیت کے دلائل سمجھ لینا سوئے ایران کی ایک عمومی غلطی ہے اور ہماری چند سطروں نے اس کے کئی صفحات کا تحقیقی جواب دے دیا ہے۔

صرف اہل علم کے ذوق کے لیے :- آپ غور فرمائیں تو خائن صاحب کی اصولی غلطیاں اور خیانتیں مندرجہ ذیل ہیں۔

- (۱)۔ قرآن وسنت کا مفہوم مخالف مراد لینا جو احناف کے نزدیک بالاجماع مردود ہے۔
- (۲)۔ شیخ محقق، علامہ سیوطی، ابن حجر مکی، ملا علی قاری، امام بخاری، امام اشعری علیہم الرحمۃ پر برسنے کی بجائے ان کے ناقل پر برسنا۔
- (۳)۔ قرآن وسنت کی تعبیر اپنی ذاتی رائے سے کرنا۔ چنانچہ پہلی قسط صفحہ ۴۰ پر لکھتے ہیں کہ ہماری محکمہ رائے یہ ہے کہ ..... اور صفحہ ۶۱ پر لکھا ہے کہ ہماری دانست میں تو باب العلم ہونا الخ اسی ذاتی رائے اور ذاتی دانست نے مودودی، شیخ المنہاج اور خائن کا بیڑا غرق کیا ہے۔

- (۴)۔ غلط بحث سے کام لینا اور عدم اختصاص کے حیدری دلائل کو اعلیت پر محمول کرنا۔
- (۵)۔ محکمہ کے مقابلہ پر قشاہہ کو لے آنا اور بخاری مسلم کی تردید ابن عسا کر سے کرنا۔ یا



موضوع احادیث پیش کرنا جو متنا بھی موضوع ہیں اور مفہوماً بھی درست نہیں۔ اصولی طور پر ان پانچ نکات میں سوئے ایران کے سارے پینڈے کا جواب آچکا ہے۔

سوئے ایران سے گزارش ہے کہ سوال گندم جواب چنے کے طور پر بڑکیں ہانکے جانے سے کچھ حاصل نہ ہوگا آؤ سوادِ اعظم اہل سنت سے بغاوت نہ کرو اور رافضیت کو راضی کرنے سے بہتر ہے کہ اپنے پروردگار جل جلالہ اور محبوب پروردگار صلی اللہ علیہ وسلم کو راضی کرو اور اہل سنت کے تحت اور افتراق کا باعث نہ بنو اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور خلفاء اربعہ رضی اللہ عنہم کے مراتب و مقام اور اہل بیت اطہار کے جو مراتب و درجات صحابہ کرام اور تابعین تبع تابعین نے قرآن و حدیث سے سمجھ کر متعین فرمائے ان پر عقیدہ رکھو اور اہل سنت کو نئی آگ میں نہ جھونکو۔

استغفر اللہ ربی ..... ربنا لا تزغ قلوبنا بعد اذ ہدیتنا وہب لنا من لدنک رحمۃ الیک الت الوہاب۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ میرے اساتذہ کرام کو اعلیٰ مراتب پر فائز فرمائے کہ جن کی نوازشات و عنایات سے یہ بندہ پراگندہ اس قابل ہوا۔ خصوصاً علامہ زمان شمس العلماء ابوالفتح محمد اللہ بخش صاحب مرحوم و مغفور رحمہ اللہ رحمۃ واسعۃ۔ اللہ رب العالی کی بارگاہ میں عاجزانہ حقیرانہ دعا ہے کہ وہ کریم میری اس کاوش کو اپنی بارگاہ میں شرف قبولیت سے نوازے، اسے قبولیت عامہ سے نوازے، فقیر کے والدین ماجدین کی مغفرت فرمائے اور فقیر کے لیے ذخیرہ آخرت بنائے۔ آمین!

شاہاں چہ عجب گر بنوازند گدارا  
اور فقیر نے اس عجالہ کا نام ”ضربِ حنین بر منکرِ فضیلتِ شیخین“ رکھا ہے۔  
آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔

احقر العباد محمد فضل رسول سیالوی نزیل سرگودھا  
خادم العلم والعلماء دارالعلوم غوثیہ رضویہ اندرون لاری اڈا سرگودھا



## سوئے ایران اور ماہنامہ منہاج کی ایک خیانت کا جواب

سوئے ایران میں تین اقساط کے علاوہ ایک مستقل مضمون الگ بھی شائع کیا گیا ہے۔ جس میں ضرب حیدری کی ایک عبارت کو حسبِ عادت بے جا تنقید کا نشانہ بنایا گیا ہے۔ ضرب حیدری کی عبارت یہ ہے۔  
 ہاں مولا علیؑ کے فضائل جو کتب میں مذکور ہیں ان کی کیفیت اور قوت شیخین کے فضائل سے بڑھ کر نہیں ہے۔ مولا علی کے تمام فضائل اور ان کی عظمت مسلم ہے مگر صدیق اکبرؑ کو نبی کریم ﷺ کا امامت کے مسئلے پر کھڑا کر دینا ان تمام فضائل پر حاوی ہے (ضرب حیدری صفحہ ۱۲۰ طبع اول)۔

ضرب حیدری کی مذکورہ بالا عبارت پر خائن قادری صاحب نے یہ تبصرہ کیا ہے کہ : ضرب حیدری میں خصائص مرتضوی کا صاف انکار کر دیا ہے اور یہ کہہ کر مولا علیؑ کے کائنات کے ساتھ بغض کی انتہا کر دی ہے کہ مولا علیؑ کے تمام فضائل پر سیدنا صدیق کو نبی کریم ﷺ کا امامت کے مسئلے پر کھڑا کرنا بھاری ہے۔  
 اس کے بعد خائن صاحب نے مطلع القمرین سے مولا علی کے پندرہ خصائص پیش کر کے اپنی دانست میں ضرب حیدری کا رد کیا ہے۔

جواب :- پہلی بات تو یہ ہے کہ ضرب حیدری کی اسی عبارت کو غور سے پڑھیے۔ لکھا ہے (۱)۔ مولا علی کے فضائل جو کتب میں مذکور ہیں۔ (۲)۔ مولا علی کے تمام فضائل اور ان کی عظمت مسلم۔

پھر اس کے بعد بھی ضرب حیدری میں کچھ لکھا تھا جسے خائن صاحب ازراہ خیانت ہضم کر گئے۔ ضرب حیدری کے اگلے الفاظ یہ ہیں : اور خود مولا علیؑ نے فرمایا ہے کہ جسے رسول اللہ ﷺ نے ہمارا دینی لیڈر بنایا ہم اسے اپنا دنیاوی لیڈر کیوں نہ بنائیں (الصواعق المحرقة صفحہ ۶۲)۔

بتائیے جناب آپ نے یہ تین باتیں کیوں نظر انداز فرمادیں۔ اور ضرب حیدری کی تائید خود مولا علی کے فرمان سے ہو رہی ہے اس تائید کو کیوں چھپایا؟ اور ضرب حیدری کی عبارت ادھوری کیوں نقل کی؟  
 اب بھی سمجھ نہ آئی ہو تو مزید سنو! نبی معظم ﷺ نے فرمایا : عمر ایک نیکی ہے ابو بکر کی نیکیوں میں سے (مسند ابویعلیٰ حدیث نمبر ۱۶۰۴، مطلع القمرین صفحہ ۲۱)۔

بتاؤ خائن صاحب! کیا نبی معظم ﷺ نے یہ فرما کر عمر کے تمام فضائل کا انکار فرمادیا ہے؟ مزید سنئے! ابو بکر تم لوگوں سے نماز روزے کی وجہ سے آگے نہیں نکلا بلکہ اس راز کی وجہ سے آگے نکلا ہے جو اس کے سینے میں ہے۔ یہ فرمان کسی کا بھی ہو بتاؤ، کیا اس میں نماز روزے کی اور دیگر صحابہ کی معاذ اللہ توہین کی گئی ہے؟

حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی علیہ الرحمۃ نے ماہیت، کیفیت اور کیفیت وغیرہ کا فرق بیان کر کے ثابت کیا ہے کہ کسی ایک اللہ کے پیارے کامل اور دوسروں کے اعمال پر بھاری ہوتا ہے اور حضرت نے اس پر مفصل دلائل بیان فرمائے ہیں (ملاحظہ ہو فتاویٰ عزیزی اردو صفحہ ۳۶۵ تا ۳۶۸)۔

اعلیٰ حضرت امام اہل سنت قدس سرہ لکھتے ہیں : بعض فضیلتیں اس درجہ قبول و رضا میں واقع ہوتی



ہیں کہ وہ ایک عند اللہ ہزار پر غالب آتی ہے جس کا نامیہ دل آستانہ شرع پر جبیں سائی سے منور اس پر یہ امر شمس و امس سے اظہر احادیث صحیحہ و نصوص معتبرہ سے ثابت (مطلع القمرین فلمی صفحہ ۲۰)۔

بتا دوئے رافضی! ضرب حیدری کی بات اعلیٰ حضرت کے عین مطابق ہے کہ نہیں؟

پھر خائن صاحب نے مطلع القمرین سے مولا علی کے جتنے خصائص نقل کیے ہیں وہ سب کے سب ضرب حیدری طبع اول کے صفحہ نمبر ۳۶-۳۷ پر باحوالہ مکمل تخریج کے ساتھ موجود ہیں۔ ہم بھی وہ تمام خصائص ضرب حیدری سے دوبارہ نقل کر رہے ہیں۔ اگر آنکھیں سلامت ہیں تو غور سے پڑھو:

”کوئی صاحب ایمان مولا علی کرم اللہ وجہہ کے خصائص و کمالات کا انکار کیسے کر سکتا ہے جب کہ چشم بینا کو احادیث میں تصریحات نظر آ رہی ہیں کہ علی المرتضیٰ ہی ذریت رسول ﷺ کے جد امجد ہیں۔ سیدۃ النساء علیٰ نبیہا و علیہا الصلوٰۃ والسلام کے شوہر ہیں۔ ابن عم رسول ہیں جنہیں محبوب کریم ﷺ نے غزوہ تبوک پر جاتے وقت پیچھے چھوڑا تو فرمایا انت منی بمنزلۃ ہارون من موسیٰ یعنی تم مجھ سے وہی تعلق رکھتے ہو جو ہارون کا موسیٰ سے تھا (بخاری جلد ۱ صفحہ ۵۲۶، مسلم جلد ۲ صفحہ ۲۷۸)۔ وہ ہر مومن کے محبوب و ناصر ہیں جنکی شان میں تاکید ارشاد ہوا کہ من كنت مولاه فعلي مولاه اللهم وال من والاه و عاد من عاداه یعنی جس کا میں دوست ہوں اس کا علی بھی دوست ہے، اے اللہ جو علی کو دوست مانے تو اسے اپنا دوست بنا اور جو اس سے دشمنی رکھے تو اس سے دشمنی رکھ (مشکوٰۃ صفحہ ۵۶۵)۔ وہی فاتح خیبر ہیں جسکے حق میں حبیب کبریا ﷺ نے فرمایا کہ کل میں جھنڈا اسے دوں گا جو خدا اور رسول کا پیارا ہوگا اور خدا اور رسول اسے پیارے ہوں گے (بخاری جلد ۱ صفحہ ۵۲۵، مسلم جلد ۲ صفحہ ۲۷۹)۔ وہی ساکن در دولت مصطفیٰ تھے جنہیں سرکار نے مسجد نبوی میں سے جنابت کی حالت میں گزرنے کی اجازت دی (ترمذی جلد ۲ صفحہ ۲۱۳)۔ وہ برادر مصطفیٰ تھے جو مواخات مدینہ کے موقع پر روتے ہوئے آئے کہ مجھے آپ نے کسی کا بھائی نہیں بنایا تو حضور ﷺ نے فرمایا انت اخي في الدنيا والاخرة یعنی تم دنیا اور آخرت میں میرے بھائی ہو (ترمذی جلد ۲ صفحہ ۲۱۳)۔ بے شمار صحابہ کے بارے میں یہ الفاظ تو موجود ہیں کہ وہ مجھ سے ہے اور میں اس سے ہوں لیکن یہ اضافی الفاظ صرف مولا علی کے بارے میں فرمائے گئے ہیں کہ لا یؤدی عنی الا علی یعنی میری ادائیگی علی کے سوا کوئی نہیں کر سکتا (ترمذی جلد ۲ صفحہ ۲۱۳)۔ یہ وہ باب العلم ہیں جنہیں تمام صحابہ سے بڑا قاضی ہونے کا اعزاز حاصل ہے (مشکوٰۃ صفحہ ۵۶۶)۔ اسی لیے سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ ایسی مجلس قضی و علم سے اللہ کی پناہ مانگتے تھے جس میں علی موجود نہ ہوں (الاصابہ جلد ۲ صفحہ ۱۲۹۶)۔ وہ عظیم المرتبت ہستی علی المرتضیٰ کی تھی جنہیں حبیب کبریا ﷺ نے حکم دیا کہ میرے کندھوں پر چڑھ کر کعبہ کی چھت پر سے بت گرا دیں۔ اور آپ فرماتے ہیں کہ مجھے خیال آ رہا تھا کہ اگر میں چاہوں تو آسمان کے کناروں کو چھو لوں (السنن الکبریٰ للنسائی جلد ۵ صفحہ ۱۴۲)۔ آپ کی نماز کی خاطر سورج کو واپس لوٹایا گیا (الشفاء جلد ۱ صفحہ ۱۸۵)۔ رسول اللہ ﷺ نے ایک لشکر بھیجا جس میں حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی تھے رسول اللہ ﷺ ہاتھ مبارک اٹھا کر دعا فرما رہے تھے کہ اللوم لا تمینی حتی تروینی



علیہ اے اللہ مجھے اس وقت تک وفات نہ دے تا جب تک علی کو نہ دیکھ لوں (ترمذی جلد ۲ صفحہ ۲۱۴)۔ ہجرت کی رات رسول اللہ ﷺ کے بستر پر سوئے (الریاض النضرۃ جلد ۲ صفحہ ۱۷۶)۔ انہیں کے بارے میں سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ علی میں اٹھارہ خوبیاں ایسی ہیں کہ ان میں سے صرف ایک بھی ان کی آخرت سنوارنے کے لیے کافی تھی۔ جبکہ ان میں سے تیرہ خوبیاں ایسی ہیں جو صرف انہی کے خصائص ہیں اور اس امت میں کسی دوسرے کو یہ اعزاز حاصل نہیں لقد كانت له ثلاثة عشر منقبة لم يكن لاحد من هذه الامة (طبرانی اوسط جلد ۶ صفحہ ۱۸۱)۔ دوسری طرف بعض لوگ وہ ہیں جو مولا علی کو سیدنا ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق سے بھی افضل مانتے ہیں حالانکہ مولا علی کے خصائص تیرہ ہیں تو صدیق اکبر کے خصائص کی تعداد بیس سے بھی زیادہ ہے“ (ضرب حیدری صفحہ ۳۶ تا ۳۷)۔

بتاؤ سیدنا علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم کے مناقب نہایت جامع انداز سے بیان کرنے میں کیا کمی رہ گئی؟ اب اس کے باوجود صاحب ضرب حیدری کے عقیدے میں شک کرنا بدگمانی کی انتہا بلکہ بددیانتی کی انتہا ہے کہ نہیں؟ تم لوگوں کے لیے اصل عذاب یہ ہے کہ تم لوگوں کو اس قوم نے لاکارا ہے جی مولا علی کے خصائص کو بھی مانتی ہے اور آپ کو مولائے جمیع مسلمین اور مشکل کشا مانتی ہے اور نعرہ حیدری لگاتی ہے۔

لطیفہ یہ ہے کہ ماہنامہ منہاج القرآن جون 2010ء میں بھی خائن صاحب کا یہی مضمون بغیر سوچے سمجھے شائع کر دیا گیا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ ضرب حیدری نے ایوانِ رافضیت میں زلزلہ برپا کر دیا ہے اور جو فتویٰ پروف تھے اور کسی کی تحریر کو خاطر میں نہیں لاتے تھے اپنے سارے اعتدال، برداشت اور ہم آہنگیوں کے دعوے فراموش کر کے تحقیقی باتوں کے رد میں خیانت بھرے مضامین شائع کرنے اور فتویٰ بازی پر اتر آئے ہیں۔ منہاج کے مضمون نویس میں عقل اتنی ہے کہ مطلع القمرین صفحہ ۳۲ سے جو عبارت انہوں نے نقل کی ہے وہ عبارت اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے خلافت میں ظاہری اور باطنی کی تقسیم کر کے والوں کی تردید میں لکھی ہے اور وہ السیف الجلی کی مکمل تردید کر رہی ہے (ملاحظہ ہو اسی عبارت کا سیاق و سباق)۔ اور یہی عبارت السیف الجلی کی تردید کی غرض سے ضرب حیدری میں بھی منقول ہے (ملاحظہ ہو ضرب حیدری صفحہ ۳۲ طبع اول)۔

اسی کتاب میں اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: اور حضرات کے ذہن رسا نے ان سے بھی آگے قدم رکھا اور عقیدہ اہل سنت کو یوں شرف تلخیص بخشا کہ حضرات شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما من حیث الخلاۃ الفضل ہیں اور حضرت مولا علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ من حیث الولاية اور اس کلام کی شرح ان کی زبان سے یوں مترشح ہوتی ہے کہ خلافت حضرت ابوبکر و فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو پہلے پہنی اور حضرت مرتضوی کرم اللہ وجہہ الکریم کے سلاسل اہل طریقت جناب ولایت مآب پر ختمی ہوتے ہیں نہ شیخین پر۔ تو اس وجہ سے یہ افضل اور اس وجہ سے وہ۔ القول و دسی بطور لی بیا یک کلام ہے کہ عالم اضطرار میں ان حضرات کی زبان سے لکھا ہے اور نتیجہ کیجیے تو خود ان کے اذہان اس کے معنی نامحرر سے خالی ہوتے ہیں۔ اگر مقصود اس سے وہی ہے جو اثاثے گنجلو میں ان کی تقریر سے تراویں کرتا ہے تو محض خطبہ ربط، خلافت انہیں پہلے اور انہیں پیچھے ملنا



اولیت من حیث الخلافہ ہے نہ افضلیت من حیث الخلافہ۔ یعنی وہ خلافت میں پہلے ہوئے نہ یہ کہ بھت خلافت افضل ہوئے۔ اسی طرح اچھائے سلاسل سلوک کا باعث تفصیل متنازع فیہ ہونا دعویٰ بلا دلیل بلکہ دلیل اس کے خلاف پرناطق کما مرنا فی البصیرۃ الرابعۃ۔ اور جو یہ مراد ہے کہ شیخین کو امر خلافت میں اچھا سلیقہ تھا اور ملک داری و ملک گیری انہیں خوب آتی ہے تو عزیز من یہ تو کوئی ایسی بات نہ تھی جس پر اس قدر شور و شغب ہوتا، سنی تفصیلی دو مذہب متفرق ہو جاتے۔ اہل سنت ترتیب فضیلت میں انبیاء کے بعد شیخین کو گنتے، ہر جمعہ کو افضل البشر بعد الانبیاء بالتحقیق سیدنا ابو بکر الصدیق خطبوں میں پڑھا جاتا احادیث میں شیخین کو انبیاء و مرسلین کے بعد سردار اولین و آخرین و بہترین اہل آسمان و زمین فرمایا جاتا۔ مولیٰ علی کو اپنی تفصیل سے بایں شد و مد انکار ہوتا کہ جسے ایسا کہتے سنوں گا وہ مفتری ہے اسے مفتری کی حد ماروں گا۔ یہ باتیں تو دنیا کے کام ہیں گو دین کے لیے وسیلہ و ذریعہ ہوں اس لیے مولا علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں من رضیہ رسول اللہ ﷺ لدیننا الا لا لرضاه لدیاننا یعنی نبی کریم ﷺ نے انہیں ہمارے دین یعنی نماز کے لیے پسند فرمایا کیا ہم انہیں اپنی دنیا یعنی خلافت کے لیے پسند نہ کریں۔ پھر اس میں افزودنی ہوئی تو کیا اور نہ ہوئی تو کیا؟ اتنی ہی بات پر تنازع تھا تو سنیوں نے ناحق بے چارے تفسیلیوں پر قیامتیں توڑیں اور مولا علی نے اسی کوڑوں کا مستحق ٹھہرایا اور جو اسکے سوا کچھ اور مقصود ہے تو اس کا جواب حبیہ سابق سے لیجیے (مطلع القمرین صفحہ ۵۵، ۵۶)۔

بار بار پڑھ لو، تمہارے شیخ المنہاج خلافت ظاہری اور روحانی کی تقسیم کر رہے ہیں اور اعلیٰ حضرت ایسی تقسیم کو تفسیلی عقیدہ قرار دے رہے ہیں۔ تفسیلی رافضیوں میں اگر اخلاقی جرأت ہے تو یہ مکمل صورت حال سوئے حجاز اور ماہنامہ منہاج القرآن میں من و عن شائع کر کے اپنی بددیانتی کا اعتراف کریں۔ منہاجی مضمون نویس نے وزیر آباد میں ایک معروف بزرگ رحمۃ اللہ علیہ کی قل خوانی کے موقع پر کلمہ حق بلند کرنے والے غیرت مند عظیم سنی خطیب کو گلوکار کہا ہے، شاید اس لیے کہ انہوں نے ڈانسروں کو موقع نہیں دیا تھا۔ ارے ظالم باطل کے منہ پر کلمہ حق بول دینا ان کی ہمت ہے اور تمہارا چیخ الہنا تمہاری ٹھگ نظری اور عدم برداشت کا ثبوت ہے۔ پھر صدیق اکبرؓ کی وفات کا مہینہ سامنے تھا، اس مناسبت سے اگر شان صدیق اکبرؓ بیان ہوئی تو یہ موقع کی عین مناسبت تھی۔ خطیب کو گلوکار کہنے سے پتا چلتا ہے کہ ماہنامہ منہاج کا مزاج شرارتی ہے، ادھر ان کے شیخ صاحب فرماتے ہیں کہ جو شیعوں کو دو کرے اسے دو کر دو (cd)۔ معلوم ہوا کہ جناب شرارت پسند ہی نہیں بلکہ فساد ہی ہیں۔

جناب کو شکوہ ہے کی مطلع القمرین آج تک نہیں چھپی، اطلاع عرض ہے کہ جو نسخہ آپ نے دیکھا ہے اس پر صاحب ضرب حیدری کے ہاتھ کے لگے ہوئے صفحات نمبر ہیں، اور یہ کتاب ہماری کوششوں سے متعدد مقامات سے چھپ رہی ہے جسے پڑھنے کے بعد انشاء اللہ نیا لے اہل سنت پر تمہاری رافضیت آشکار ہو جائیگی۔

وما علیہا الا البلاغ و صلی اللہ علیٰ حبیبہ محمد و آلہ وسلم



# افضلیت ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما اعلیٰ صدیق رضی اللہ عنہ

- (۱)۔ ابو بکر سے افضل شخص سورج نے نہیں دیکھا نہیں اور رسولوں کے بعد (فضائل الصحابہ: ۱۳۷)۔
- (۲)۔ میں اگر کسی کو اپنا تنہائی کا دوست بناتا تو ابو بکر کو بناتا (بخاری: ۳۶۷۷)۔
- (۳)۔ اللہ اور فرشتے ابو بکر کے سوا ہر کسی کا انکار کر رہے ہیں (مسلم: ۶۱۸۱)۔
- (۴)۔ کسی قوم کو زب نہیں دیتا کہ ابو بکر کی موجودگی میں کوئی دوسرا نماز پڑھائے (ترمذی: ۳۶۷۳)۔
- (۵)۔ ابو بکر اور عمر جنتی بوڑھوں کے سردار ہیں (ترمذی: ۳۶۶۶)۔
- (۶)۔ سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ کے بعد سب لوگوں سے افضل ابو بکر و عمر ہیں (ابن ماجہ: ۱۰۶)۔ یہ حدیث متواتر ہے۔
- (۷)۔ نیز آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جس نے مجھے ابو بکر و عمر سے افضل کہا میں اسے مقتدری کی حد کے طور پر ہی (۸۶) کہتا ہوں گا (فضائل صحابہ: ۳۹)۔
- (۱)۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ابو بکر ہم سب سے زیادہ علم والے تھے (بخاری: ۳۶۶۷)۔
- (۲)۔ اللہ کی قسم لوگوں کو آیت "وما محمد الا رسول" کا علم ہی نہیں تھا کہ اللہ نے اسے نازل کیا ہے حتیٰ کہ ابو بکر نے اس کی تلاوت کی (بخاری: ۱۳۳۱)۔
- (۳)۔ آپ رضی اللہ عنہ نے تمام صحابہ کو نکل کر لیا کہ مرتدین کے خلاف جنگ ضروری ہے (بخاری: ۱۳۹۹)۔
- (۴)۔ ابو بکر اس راز کی وجہ سے سب سے آگے نکل گئے ہیں جو ان کے سینے میں سچا دیا گیا تھا (کتاب النوادر ۵۵/۳)۔
- (۵)۔ ابو بکر تمام صحابہ سے زیادہ علم والے تھے (امام بخاری، ابوالحسن اشعری، ابن کثیر، امام سیوطی، ابن حجر مکی، بدر الدین عینی، شاہ عبد العزیز، اعلیٰ حضرت امام اہل سنت، علامہ سید محمود احمد رضوی، علامہ غلام رسول سعیدی)۔

اسلامک بک شاپ

سیٹھی پلازہ اسلمہ والی گلی بلاک نمبر 5 سرگودھا

0300-6004816